مریم عزیز

دستورِ وفا

مکمل ناول

دوسری جانب گہری خاموشی تھی۔

"غفران!" اتنی خاموشی پر سعید صاحب کو اسے پکارنا پڑا تھا۔

"چاچا جی! آپ فون رکھیں، میں کل کرتا ہوں آپ کو فون۔" وہ جب بولا تو اس کی آواز بے حد سنجیدہ تھی۔

"غفران!" ان کے پکارنے پر وہ رکا تھا۔

"مجھے نہیں پتا بیٹا! تم فوزیہ سے کیسے بات کرتے ہو لیکن اس سے کہو میری انابیہ سے دور رہے۔"

"ہوں۔" غفران نے مختصر ہنکارا بھر کر فون بند کر دیا تھا۔

☆☆☆

ان کی بیٹیاں سامنے ڈھیر سارا سامان پھیلائے اس پر تبصرہ کر رہی تھیں جبکہ فوزیہ تسلی سے براپانی اور کوک سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔ موبائل فون کی گھنٹی پر شائنہ نے تیزی سے فون اٹھایا۔

"غفران ماموں کا ہے۔" اس نے چہکتے ہوئے فون آن کیا تھا۔

"ہیلو ماموں کیسے ہیں؟"

"آپا کو فون دو۔" وہ بڑے سخت انداز میں بولا تھا۔ شائنہ نے گھبرا کر جلدی سے فون ماں کو دیا انہوں نے اشارے سے پوچھا لیکن شائنہ نے کندھے اچکا کر لاعلمی کا اظہار کیا۔

"ہیلو غفران! کیسے ہو آج اس وقت فون کیا سب ٹھیک ہے؟"

"آپا! تم نے انابیہ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔" اس کا لہجہ اتنا سخت تھا کہ ایک پل کے لیے وہ خاموش ہی رہ گئیں لیکن اگلے ہی پل سنبھل کر بولیں۔

"پاگل ہو گئے ہو میں کیوں ہاتھ اٹھاؤں گی اس پر اللہ ایسی جھوٹی آفت لڑکی سے بچائے۔ ابھی گھر بسا نہیں اور بہن بھائی میں پھوٹ ڈلوانی شروع کر دی۔" انہوں نے طیش سے بات کرتے لہجہ رقت آمیز کر لیا۔

"غفران! میں تو تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے اس کی شکایت نہیں کی۔ تمہارے سامنے اتنی بھولی بھالی بنی رہتی ہے ورنہ پوچھو شائنہ اور ندا سے مجھ سے اتنی بدتمیزی کرتی ہے میں نے تو کبھی تم سے شکایت نہیں کی۔" غفران نے گہرا سانس لے کر خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔

"آپا! انابیہ کیسی ہے اور تم کیسی ہو میں بڑی اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ مجھ سے نارمل بات نہیں کرتی شکایت کیا لگائے گی۔"

"پھر تمہیں الہام ہوا ہے۔" فوزیہ چمک کر بولیں۔

"الہام ہی سمجھو اور میری بات کان کھول کر سن لو۔ آپا! اپنی زبان اور ہاتھ کنٹرول میں رکھو اگر تمہاری یا تمہاری اولاد کی وجہ سے میرا انابیہ کے ساتھ رشتہ خراب ہوا تو یاد رکھنا میں بہت برا پیش آؤں گا۔" اس کے سخت اور دھمکی آمیز انداز پر فوزیہ دنگ رہ گئی تھیں۔

"غفران! تم کیسے بات کر رہے ہو۔ میں تمہاری سگی بہن ہوں اور تم اس غیر لڑکی کے لیے مجھے دھمکا رہے ہو۔"

"میں دھمکا نہیں رہا بتا رہا ہوں اور وہ غیر لڑکی نہیں میری منگیتر اور ہونے والی بیوی ہے جس کی

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

عزت فرض ہے آپ پر۔"

"غفران تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے بچے! مجھے تو خود انابیہ بڑی پیاری ہے میرے لیے وہ بالکل شائنہ اور ندا کی طرح ہے۔" ان کے کہنے پر ان کی بیٹیوں نے حیرت سے ماں کو دیکھا۔

"میں اسے اس کے بھلے کے لیے سمجھا رہی تھی

دوسری قسط

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

اب اگر اسے میرا کچھ کہنا بے عزتی لگا ہے تو آئندہ میں کچھ نہیں کہوں گی۔" ان کا افسردہ لہجہ سن کر دوسری طرف جیسے غفران چپ کر گیا تھا۔

"میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں آپا! مزید پریشانی نہیں چاہتا۔ آپ جانتی ہیں کتنی مشکل سے انابیہ سے میرے منگنی ہوئی ہے۔ میں کوئی مسئلہ نہیں چاہتا۔" "ہاں میرے بھائی سمجھ گئی تم پریشان نہ ہو۔" وہ لگاوٹ سے بولیں۔ "تم آ کب رہے ہو؟"

"ابھی تو پھنسا ہوا ہوں جلد آنے کی کوشش کروں گا آپ کو یا ندا شائنہ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے میسج کر دیجیے گا۔" وہ اب شاید اپنے سخت رویے کی تلافی کر رہا تھا۔

"ہاں کیوں نہیں بچیوں نے تو لسٹ بنا رکھی ہے آخر تمہاری شادی کو لے کر سب کے بڑے ارمان ہیں۔" "اور ہاں آپا! میں نے منگنی پر انابیہ کے لیے جو چیزیں لی تھیں گولڈ اور کپڑے وہ سب اسے دے دیں اور مزید اچھے کپڑے اسے دلوا دیں، میں نہیں چاہتا جب میں آؤں، وہ ویسے پرانے کپڑوں میں گھوم رہی ہو۔" اب کی بار غفران نے سخت کے بجائے مصالحانہ رویہ اختیار کیا۔

"ہاں کیوں نہیں۔" فوزیہ بڑی وقت سے مسکرا کر بولیں۔ "چلو اپنا خیال رکھنا۔" کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

"کیا ہوا امی! ماموں غصہ کیوں کر رہے تھے۔" ندا نے ان کے قریب آ کے پوچھا۔

"کیا ہماری چیزیں اب نہیں آئیں گی؟" شائنہ کو اپنی فکر تھی جبکہ فوزیہ ماتھے پر بل ڈالے کچھ سوچنے میں مصروف تھیں۔

"امی بولیں نا!" ندا نے ان کا کندھا ہلایا۔

"دماغ مت خراب کرو میرا۔ روٹیاں ڈال لو تمہارے پاپا آتے ہوں گے۔"

"میں کیوں ڈالوں روٹیاں، انابیہ کو بلائیں،" ندا منہ بناتی پیچھے ہٹی تھی۔

"اپنے کام خود کرو۔"

آئندہ کسی کام کے لیے انابیہ کو بلانے کی ضرورت نہیں۔" کہہ کر وہ اٹھ گئی تھیں جبکہ ان دونوں نے حیرت سے جاتی ماں کو دیکھا تھا۔

☆☆☆

اس کے سامنے لیٹی عورت زندہ تھی کیونکہ اس کی آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہہ رہے تھے لیکن پھر بھی اس پر کسی مردے کا گمان ہو رہا تھا انہوں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا جو کانپ رہا تھا۔ اس کی اپنی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں جس کی وجہ سے بار بار سامنے کا منظر دھندلا رہا تھا۔

"وعدہ کرو مجھ سے۔" اس نے روتے ہوئے ان کا کانپتا ہاتھ دیکھا۔

"وعدہ کرو انابیہ! تم ہمیشہ اس کے ساتھ رہو گی۔ ہر حال میں یہ رشتہ نبھاؤں گی چاہے تمہیں کتنا ہی انتظار کرنا پڑے وعدہ کرو۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں ماما۔" اس نے ان کا کانپتا ہاتھ تھام لیا تھا جو بے حد ٹھنڈا تھا۔ اس کے ہاتھ پر ان کی گرفت قدرے سخت ہوئی تھی۔

"اپنی ماں جیسا تم نے بالکل نہیں بننا۔ تم اچھی بیٹی، اچھی بیوی، اچھی ماں بنو گی۔ تم عفت گل نہیں انابیہ گل ہو۔ بہت پاکیزہ، بہت معصوم، تمہیں بس ایک مرد کی بن کر رہنا ہے اور تمہیں اس کا انتظار کرنا ہے جس سے تمہارا نام جڑا ہے۔" دیکھتے ہی دیکھتے ان کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔ اس کے ہاتھ پر ان کا لمس کم ہوتے ہوتے ختم ہو گیا تھا وہ ساکت نظروں سے ان کا ساکت جود دیکھ رہی تھی ایک دم اس نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔

"انابیہ!" اپنے نام کی پکار سن کر اس نے تیزی سے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے۔

"ماما!" انہیں زندہ دیکھ کر وہ خوش ہوئی تھی لیکن ان کا چہرہ سنجیدہ اور آنکھوں میں غصہ تھا۔

"ماما!" اس نے انہیں پکارنے کے ساتھ بے ساختہ ان کا ہاتھ تھاما تھا۔

"انابیہ تم نے وعدہ توڑ دیا تم نے انتظار نہیں کیا

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

سو تم بھی عفت گل بن گئی ہو تمہیں سزا ملے گی۔"

وہ تیزی سے سر نفی میں ہلا رہی تھی۔ پھر اس نے چونک کر اپنی ہتھیلی دیکھی اس پر جلتا کوئلہ تھا اسے اپنی ہتھیلی پر شدید جلن کا احساس ہوا تھا وہ بے ساختہ چیخی اور پھر چیختی چلی گئی۔ ☆☆☆

نیند ان کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی اس لیے وہ نماز پڑھنے کے بعد کتاب لے کر بیٹھ گئے پھر جیسے کسی خیال کے آتے ہی وہ چونکے تھے۔ کتاب بیڈ پر رکھ صندوق نکالا جس پر چھوٹا سا تالا جھول رہا تھا۔ سائیڈ پر لٹکے کوٹ کی اندرونی جیب سے چابی نکال کر انہوں نے وہ تالا کھولا اندر چند پرانی تصویریں اور کاغذات تھے۔

سب کاغذات کے پیچھے سے انہوں نے ایک کاغذ نکالا۔ کاغذ کھول کر انہوں نے ایک بار پھر اس پرچے کو پڑھا۔

"مجھے معاف کرنا عفت! میں اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکا۔ میں مجبور ہوں۔" وہ بڑبڑا رہے تھے۔

مجھے اب اس کی ضرورت نہیں۔" انہوں نے اس کاغذ کو مضبوطی سے پکڑا اور اس کے دو ٹکڑے کرنے چاہے اس سے پہلے کہ وہ ایسا کرتے، انہیں انابیہ کے چیخنے کی آواز آئی تھی۔ کاغذ ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

وہ یونہی سب کچھ چھوڑ کر حواس باختہ سے انابیہ کے کمرے کی طرف بھاگے تھے۔ وہ شاید نیند میں چیخی تھی وہ اتنی بے چین تھی کہ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

"انابیہ! میری بچی اٹھو کیا ہوا ہے؟" وہ اس کا گال تھپتھپا کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد اس کی چیخیں رک گئی تھیں لیکن وہ اب بھی سسک رہی تھی۔

"انابیہ!" انہوں نے اب زور سے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجوڑا۔

"امی" اس نے ایک دم چونک کر آنکھیں کھولیں کچھ دیر وہ خالی خالی نظروں سے ان کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"انابیہ بچے! کیا ہوا ہے۔" انہوں نے پیار سے اس کا سر سہلایا۔

"بابا! امی ناراض ہیں۔ وہ بہت ناراض ہیں وہ کہہ رہی ہیں میں عفت گل بن گئی ہوں۔ میں وعدہ خلاف ہوں۔ انہوں نے میرا ہاتھ جلا دیا۔"

اس نے بچوں کی طرح روتے ہوئے اپنا ہاتھ ان کے سامنے کیا جہاں کانچ لگنے کی وجہ سے زخم تھے۔ شاید اس نے خواب دیکھا تھا انہوں نے اس کا کانپتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اسے تسلی دی تھی۔

"بیٹا! کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے تم نے کوئی خواب دیکھا ہے۔" ان کے کہنے پر وہ چپ ہو گئی تھی۔ لیکن ابھی بھی شاید وہ اسی خواب کے زیر اثر تھی۔ "لیکن بابا! وہ ناراض ہیں میں نے انتظار نہیں کیا۔" وہ بہت دھیما بول رہی تھی۔ سعید صاحب کتنی دیر تک بول ہی نہیں سکے۔

"تمہاری غلطی نہیں بیٹا! تم وعدہ خلاف نہیں۔ جو بھی فیصلہ تھا میرا تھا۔ قصوروار میں ہوں تم نہیں بس اس بارے میں مت سوچو۔" وہ اس کا سر سہلانے لگے انہوں نے نظر گھما کر گھڑی کی طرف دیکھا صبح کے نو بجنے والے تھے۔

انابیہ کا ہاتھ پکڑتے ہی انہوں نے اندازہ ہو گیا تھا اسے تیز بخار ہے شاید اسی لیے وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہی تھی۔

"انابیہ بیٹا ہمت کرو۔" منہ دھو کر آؤ ہاسپٹل چلتے ہیں تمہارا بخار بہت تیز ہے۔"

"نہیں بابا! مجھے نہیں جانا۔" وہ بمشکل اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے بولی۔

"بیٹا! ضد نہیں کرتے پتا ہے نا اگر دوائی نہ لی تو تمہارا بخار بگڑ جائے گا۔"

"اچھا ہے بابا میں مر جاؤں میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔" وہ ایک بار پھر رو پڑی تھی۔

"انابیہ! آئندہ کوئی فضول بات مت کرنا پانچ منٹ میں تیار ہو کر باہر آؤ میں ناشتا بناتا ہوں۔" وہ اسے کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر باہر نکل گئے۔

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

وہ ٹرے لے کر باہر آئے تو فوزیہ کمرے کے درمیان میں بڑا سا تھیلا لیے متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھیں۔

ان پر نظر پڑتے ہی وہ مسکرا دیں جبکہ وہ انہیں نظر انداز کر کے ٹیبل کی طرف بڑھ گئے۔

"خیریت اتنی صبح یہاں اگر انابیہ کو بلانے آئی ہو تو وہ نہیں آسکتی طبیعت ٹھیک نہیں اس کی۔" وہ قدرے رکھائی سے بولے۔

"کیا بات کر رہے ہیں۔ ابا جی! میں کیوں اس سے کام کرواؤں گی میں تو یہ جیولری اور کپڑے دینے آئی تھی، وہ تھیلا فوزیہ نے صوفے پر رکھ دیا۔

سعید صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا تھا تب ہی انابیہ دھیرے دھیرے چلتی اندر آئی تھی۔ اس کی آنکھیں اور گال سرخ ہو رہے تھے۔ فوزیہ کو صبح دیکھ کر وہ پریشان ہوئی تھی۔

"انابیہ تمہاری طبیعت تو کافی خراب لگ رہی ہے۔" فوزیہ نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تو وہ سعید صاحب کی طرف دیکھنے لگی۔

"آکر ناشتا کرو، پھر ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔" "انابیہ!" اسے منع کرنے کے لیے منہ کھولتا دیکھ کر انہوں نے غصے سے اس کا نام لیا۔ تو وہ اسی طرح چلتی ہوئی صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔ "مجھے پتا نہیں تھا تمہاری اتنی طبیعت خراب ہے ورنہ میں خود چلتی تمہارے ساتھ ڈاکٹر کے پاس پر آج شائنہ کے ساتھ اس کی سہیلی کی طرف جانا تھا۔" ان کی بات پر جب ان دونوں نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ منہ بنا کر رہ گئیں۔

☆☆☆

ٹیب کی اسکرین کو وہ انہماک سے دیکھ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس کی انگلی بھی اسکرین پر اوپر نیچے حرکت کر رہی تھی۔ تب ہی گاڑی ایک جھٹکے سے رکی اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ ڈرائیور کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھا نوید تیزی سے باہر نکلا تو اس نے تھوڑا سا جھک کر کھڑکی سے باہر دیکھا جہاں کوئی گرا ہوا تھا یقیناً وہ ان کی گاڑی سے ٹکرانے کی وجہ سے گرا تھا

حذیفہ نے افسوس سے سر جھٹک کر دوبارہ ٹیب پر نظریں ڈالیں لیکن کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا اس کے ماتھے پر بل تھے کیونکہ وہاں اب لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا وہ گہرا سانس لے کر باہر نکلا۔

"عجیب بدتمیز لوگ ہو تم گاڑی میں بیٹھ کر کیا بالکل اندھے ہو جاتے ہو۔ باپ کی روڈ بھی تھی۔"

"تمیز سے بات کرو۔" نوید کی آواز پر وہ ہجوم چیرتا ہوا آگے بڑھا۔

"میں تمیز سے بات کروں ایک تو بزرگ آدمی کو گرا دیا اوپر سے بدتمیزی کر رہے ہو۔" دوسرے آدمی نے نوید کا گریبان پکڑ لیا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہ!"

حذیفہ نے آگے بڑھ کر آدمی کے ہاتھ کو پکڑ کر جھٹکا دیا جس نے نوید کا گریبان پکڑا تھا اس آدمی نے غصے سے حذیفہ کی طرف دیکھا۔ لیکن اس کی پرسنالٹی اور چہرے کا رعب دیکھ کر وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔

"سر! غلطی ان بابا جی کی ہے۔ یہ سگنل گرین ہونے کے باوجود روڈ کراس کر رہے تھے۔"

نوید، حذیفہ کو دیکھ کر تیزی سے بولا تو اس نے ایک نظر نیچے گرے آدمی پر ڈالی اور پھر چونک کر انہیں دیکھا۔ ان کے بازو اور گھٹنوں پر شاید چوٹ آئی تھی۔ ہجوم میں کھڑے لوگ بڑے زور و شور سے تبصرے کر رہے تھے۔ لیکن کسی نے اتنی زحمت نہیں کی تھی کہ گرے ہوئے بزرگ کو اٹھا کر اسپتال ہی لے جائیں۔

"بیٹا! چھوڑو یہ صحیح کہہ رہے ہیں میری غلطی ہے میں نے جلدی میں اپنی طرف آتی گاڑی کو نہیں دیکھا۔"

سعید صاحب نے بمشکل درد کو نظر انداز کرتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی تو حذیفہ نے جھک کر انہیں کھڑا ہونے میں مدد دی۔

"شکریہ بیٹا! تکلیف کے لیے معذرت چاہتا ہوں میں پریشانی کی وجہ سے دیکھ نہیں سکا۔"

انہوں نے ابھی تک حذیفہ کی طرف نہیں دیکھا

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

تھا بلکہ وہ زمین پر گرے انجکشن اور دوائیوں کو دیکھ رہے تھے جو گر کر ٹوٹ چکے تھے۔ جہاں افسوس سے ان کی آنکھیں نم ہوئی تھیں وہی ان کا سر چکرا رہا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں۔" انہیں چکراتے دیکھ کر حذیفہ نے مضبوطی سے انہیں تھاما۔

"میں ٹھیک ہوں۔" وہ بمشکل بولے تو حذیفہ اور نوید انہیں پکڑ کر سائیڈ پر لے آئے وہ ہسپتال کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر گہرے سانس لینے لگے۔

"نوید! انہیں ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔ انہیں چوٹ آئی ہے۔" حذیفہ نے اپنے سیکریٹری سے کہا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔" وہ دوبارہ گھبرا کر بولے۔

"بابا جی! کوئی بات نہیں یہ سامنے تو ہاسپٹل ہے زیادہ دیر نہیں لگے گی۔" نوید ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

"بیٹا! مجھے پہلے ہی دیر ہوگئی ہے۔ اندر میری بیٹی ہے وہ گھبرا رہی ہوگی۔ پہلے ہی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں۔"

حذیفہ جو جانے کے لیے مڑ رہا تھا بے ساختہ پلٹا تب ہی سعید صاحب کی نظر اس پر پڑی تھی اور اب کی بار وہ بھی چونکے تھے لیکن کچھ بولے نہیں۔ بس نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

وہ آہستہ آہستہ اب سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔ حذیفہ خود کو ان کے پیچھے جانے سے روک نہیں سکا تھا۔ نوید نے حیرت سے حذیفہ کو دیکھا اور خود بھی اس کے پیچھے چلنے لگا۔

"لائیے آپ انجکشن؟" ایک نرس سعید صاحب کے پاس آ کر رکی تو ان کے پیچھے آتا حذیفہ بھی رک گیا۔

"معافی چاہتا ہوں بیٹا! میں لا رہا تھا لیکن انجکشن میرے ہاتھ سے گر کے ٹوٹ گئے۔" وہ بے چارگی سے بولے تو نرس نے غصے سے انہیں دیکھا۔

"بزرگو آپ بھی کمال کرتے ہیں پہلے آپ نے اتنی ایمرجنسی لگائی ہوئی تھی پہلے آپ کی بیٹی کو دیکھا جائے۔ اسپیشل نمبر لے کر اسے ڈاکٹر کو دکھایا آپ کو خود پتا ہے لڑکی کو کتنا تیز بخار ہے لیکن حد ہے لاپرائی کی۔"

"حذیفہ تیزی سے آگے بڑھا۔ "مجھے دیں پرچی" نرس نے پہلے حذیفہ اور پھر سعید صاحب کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا جو خود بھی حیرت سے حذیفہ کو دیکھ رہے تھے۔

"لائیں۔" اس نے دوبارہ کہا تو نرس نے جلدی سے اپنی قمیص کی جیب سے پین اور رائٹنگ پیڈ پر انجکشن لکھ کر پرچہ حذیفہ کی طرف بڑھایا۔

"تھینکس، نوید یہ جلدی سے لے کر آؤ۔"

نوید جو سب ناسمجھی سے دیکھ رہا تھا۔ حذیفہ کے گھورنے پر جلدی سے سر ہلاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ نے خوامخواہ تکلیف کی۔" سعید صاحب اس کی طرف دیکھ نہیں رہے تھے۔

"میری غلطی کی وجہ سے آپ کا نقصان ہوا تھا تو میری ذمہ داری ہے کہ اس کا ازالہ بھی کروں۔"

اس کی بات کا سعید صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے بنچ کے کنارے بیٹھ گئے جبکہ حذیفہ وہی کھڑا اضطرابی انداز میں اپنا دایاں پاؤں ہلا رہا تھا۔

"انکل جی آپ کی بیٹی آپ کو بلا رہی ہے۔" نرس کی اطلاع پر سعید صاحب تیزی سے کھڑے ہوئے ان کے کمرے میں جاتے ہی حذیفہ بھی دروازے کی طرف بڑھا۔

"بابا! اب گھر چلیں میرا یہاں دل گھبرا رہا ہے۔" حذیفہ نے دروازے کی اوٹ سے اندر جھانکا۔

"چلتے ہیں بیٹا بس انجکشن لگوالیں۔" سعید صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ وہ جو سعید صاحب کی پشت کو گھور رہا تھا۔ ان کے پیچھے ہوتے ہی ساکت ہوگیا کالی چادر میں لپٹا وہ چہرہ چاند کی طرح دمک رہا تھا۔

"نہیں بابا! انجکشن نہیں پلیز۔" ایک دم اس کی

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

آنکھوں میں آنسو آئے تھے اور ان آنکھوں کی نمی دیکھ کر حذیفہ کے ہاتھ بے ساختہ مٹھی کی صورت اختیار کر گئے۔

"سر انجکشن!" نوید کی آواز پر وہ جیسے ہوش میں آیا جلدی سے باہر نکلا نوید نے حیرت سے ضرورت سے زیادہ سنجیدہ حذیفہ کو دیکھا۔ انجکشن کمرے کی طرف جاتی نرس کو دے کر وہ نوید کی طرف مڑا۔

"گاڑی کی چابی مجھے دو اور تم عرفان کے ساتھ کیب سے چلے جاؤ۔ مجھے کسی پرسنل کام سے جانا ہے۔"

"سر میں بھی چلتا ہوں آپ کے ساتھ۔"

نوید کے کہنے پر حذیفہ نے اسے گھور کر دیکھا۔

"جتنا کہا ہے اتنا کرو۔"

"جی!" نوید منہ بسور کر مڑ گیا۔

سعید صاحب انابیہ کو لے کر باہر نکلے تو ٹھٹھک کر رک گئے۔ "آپ گئے نہیں۔" انہوں نے حیرت سے بینچ پر بیٹھے حذیفہ سے کہا جو انہیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ایک گہری لیکن بظاہر سرسری نظر اس نے ساتھ کھڑے وجود پر ڈالی جس کا چہرہ اب ڈھکا تھا۔ بس آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔

"آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ آپ کو چوٹ لگی تھی تو میں نے سوچا آپ کو چھوڑ آؤں۔"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتے نرس ان کے پیچھے آئی تھی۔

"بڑے صاحب ڈاکٹر کی فیس تو آپ نے دی نہیں۔" اس کے کہنے پر سعید صاحب نے چور نظروں سے اپنی طرف دیکھتے حذیفہ کو دیکھا۔ "بیٹا میں کل آ کر آپ کا بل ادا کر دوں گا۔ میں باہر دوائی لینے گیا تھا۔ میرا بٹوا بھی شاید وہیں گر گیا ہے۔" وہ شرمندگی سے نظر جھکا کر بولے نرس نے گہرا سانس لیا۔

"انکل یہاں ایسا نہیں ہوتا۔ یہ پرائیویٹ ہاسپٹل ہے پہلے پرچی بنتی ہے جو آپ نے بنوائی نہیں۔ آپ کی عمر کا لحاظ کر کے آپ کو ٹمبر بھی پہلے دے دیا۔ اب آپ پیسے نہ دینے کے بہانے بنا رہے ہیں۔ یہ کیا خیراتی ہسپتال لگ رہا ہے آپ کو۔"

"کتنا بل ہے ان کا؟" حذیفہ جو ہونٹ بھینچ کر کنٹرول کر رہا تھا بمشکل ضبط سے بولا۔

"دو ہزار" حذیفہ نے والٹ نکال کر دو ہزار اس کی طرف بڑھائے پھر ایک ہزار اور نکالا اور نرس کی طرف بڑھایا۔ جبکہ اس کے سامنے تینوں افراد نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپ نے اچھا ٹریٹمنٹ کیا اس کے لیے لیکن ایک بات یاد رکھیں بے شک یہ خیراتی ہاسپٹل نہیں لیکن مجبوری اور حادثہ کسی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ سو اپنا لہجہ ٹھیک رکھ کر بات کیا کریں۔"

نرس کے ہاتھ میں اضافی پیسے تھے وہ کیا کہتی دانت نکال کر سر ہلایا۔

"چلیں انکل!" حذیفہ نے ہاتھ سے سعید صاحب کو چلنے کا اشارہ کیا اور ان سے پہلے باہر نکل گیا۔ جب وہ گیٹ سے باہر آئے وہ سیڑھیوں کے سامنے کار میں ان کا انتظار کر رہا تھا۔

گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔ سعید صاحب آگے بیٹھے تھے۔ راستہ بتانے کے علاوہ انہوں نے کئی بار چور نظروں سے دیکھا جو مکمل خاموشی اور سنجیدگی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔

"بس بیٹا یہیں گاڑی روک دیں آگے گلی تنگ ہے گاڑی نہیں جائے گی۔"

"جی!" اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔

"بیٹا آپ تھوڑی دیر رکو گے میں آپ کے پیسے گھر سے لے آؤں۔"

"انکل پلیز، آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔"

"نہیں میں کیوں آپ کو شرمندہ کروں گا میں تو آپ کا احساس مند ہوں کہ آپ نے مجھے شرمندہ ہونے سے بچایا لیکن ڈاکٹر کی فیس دینا آپ کی ذمہ داری نہیں تھی اگر آپ نہیں لیں گے تو مجھے اچھا نہیں لگے گا۔"

حذیفہ ان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا ان کے کہنے پر اس نے گاڑی سے باہر نظر ڈالی جہاں کے کالے

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

نقاب میں چھپی آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ اس کے دیکھنے پر اس نے نظریں فوراً جھکالی تھیں اس نے نظریں واپس سعید صاحب پر ٹکائیں۔

"انکل! ابھی مجھے جلدی ہے لیکن میں آپ کو شرمندہ نہیں ہونے دوں گا اور آپ سے اپنی چیز ضرور واپس لوں گا۔"

اس نے باہر دیکھ کر کہا تو وہ سر ہلا کر اتر گئے ان کے اترتے ہی اس نے سنجیدگی سے ان دونوں کو جاتے دیکھا۔

☆☆☆

صوفے پر بیٹھ کر اس نے چادر سر اور چہرے سے اتار کر گہری سانس لے کر آنکھیں بند کر کے سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا۔ سعید صاحب نے بغور اس کا زرد چہرہ دیکھا۔

"چندا! کچھ کھانے کو لاؤں۔" انابیہ نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔ انہیں یوں اپنی خاطر مدارت کرتے دیکھ کر اسے بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔

"بابا پلیز! میں اب ٹھیک ہوں، آپ بیٹھیں میں خود لے لوں گی۔"

"نہیں کچھ بنانے کی ضرورت نہیں۔ فوزیہ نے بریانی بنا کر بھیجی ہے، تیچے، اس نے یہی کہنے کے لیے روکا تھا۔" وہ مسکرائے تو اس مہربانی پر وہ بھی مسکرادی۔

"جانتی ہو نا یہ سب کیوں کر رہی ہے۔"

ان کا اشارہ وہ بہت اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔ اس لیے مسکرانے کے بجائے سنجیدگی سے سر ہلا دیا۔

"بابا یہ جو ہاسپٹل میں ملے تھے یہ کون تھے۔"

"وہ" سعید صاحب یک دم چپ ہوئے اب وہ اسے کیا بتاتے۔

"وہ میرا جاننے والا تھا۔" اس سے پہلے ان میں مزید کوئی بات ہوتی سعید صاحب کا فون بجا تھا۔ اسکرین پر نظر ڈال کر انہوں نے اٹھالیا۔

"ہاں بیٹا میں ٹھیک ہوں اور انابیہ بھی ٹھیک ہے" کہہ کر وہ دوسری طرف کی بات سننے لگے جبکہ انابیہ خاموشی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ "میں سمجھ سکتا ہوں بیٹا تمہارا بہت شکریہ۔"

دوسری طرف سے پتا نہیں کیا کہا گیا تھا وہ مسکرادیے۔

"یہ لو بات کرو۔" انہوں نے فون انابیہ کی طرف بڑھایا جسے اس نے سعید صاحب کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے تھام لیا۔

"غفران ہے۔" ان کے بتانے پر اس نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے انہیں فون واپس کرنا چاہا تو انہوں نے آنکھیں نکال کر اسے فون پر بات کرنے کا اشارہ کیا۔

"السلام علیکم" اس نے دھیمی آواز میں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام!" دوسری طرف سے اس کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ "کیسی ہو۔"

"ٹھیک ہوں۔" اس نے جواب دیتے ہوئے ناراضی سے سعید صاحب کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا کر اسے آنے کا اشارہ کر کے باہر نکل گئے۔

"بخار کیوں ہو گیا ہے تمہیں۔" "پتا نہیں۔" اس نے اپنا زخمی ہاتھ دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہیں مجھے مس تو نہیں کر رہیں۔" اس کی آواز میں شوخی محسوس کر کے وہ خاموش ہو گئی تھی۔

اس کی خاموشی پر وہ خود ہی بول پڑا تھا۔

"اتنی خاموشی" وہ گہرا سانس لے کر بولا۔

"ویسے خاموشی بھی اقرار ہوتی ہے اور مجھے پتا ہے جتنی تم شرمیلی ہو خود سے تو کبھی نہیں کہوں گی کہ تم مجھے مس کر رہی ہو۔" وہ اب بھی خاموش تھی۔

"مجھے چاچی نے بتایا آپا نے کیا کہا اور کیا کیا۔ پر میں نے انہیں اچھی طرح سمجھا دیا ہے وہ ایسا نہیں کریں گی۔ تم بس میرے آنے تک اپنا خیال رکھنا اور جب تم میرے پاس آجاؤ گی۔ تو میں خود تمہارا خیال رکھوں گا۔ ٹھیک ہے انابیہ؟"

اب کے اس نے سنجیدگی سے سخت لہجے میں اس کا نام لیا تو اسے بولنا پڑا۔

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com
Novels.com

"جی!"

"بتاؤ تمہارے لیے کیا لاؤں۔"

"کچھ نہیں۔"

"یار! کیسی لڑکی ہو، لڑکیاں تو اتنی فرمائشیں کرتی ہیں۔ ابھی ندا اور شائنہ نے اتنی لمبی لسٹ بھیجی ہے تم بھی بتاؤ میں چاہتا ہوں تم مجھ سے فرمائش کرو۔"

انابیہ نے بے چارگی سے سعید صاحب کے کمرے کی طرف دیکھا جو باہر ہی نہیں آرہے تھے اور کمزوری کی وجہ سے اب اسے چکر آرہے تھے۔

"جو آپ کو اچھا لگے۔" آخر کار اسے بولنا پڑا۔

"اپنی زندگی میں، میں نے بہت خوب صورت عورتوں کو دیکھا ہے ملا بھی ہوں لیکن تم جیسی کوئی نہیں تم بہت خوب صورت ہو انابیہ لیکن بات صرف خوبصورتی کی نہیں تم میں جو سب سے خالص ہے وہ تمہار حیا ہے تم ایک پہیلی ہو ایک بند کتاب، خوب صور راز، جس کو کوئی قسمت والا جان سکتا ہے اور وہ خوش نصیب میں بننا چاہتا تھا اور دیکھو میں بن گیا۔ تم جلدی میری بن جاؤ گی۔" اس سے زیادہ سننے کی اس کی میں ہمت نہیں تھی اس نے فون بند کر کے آف کر دیا۔

☆☆☆

دروازے کے آگے کتنی دیر تک وہ کھڑا رہا وہ نہیں جانتا تھا وہ یہاں اپنے آنے کا کیا جواز دے گا۔ لیکن وہ اتنا جانتا تھا کہ اس کو دیکھنے کے بعد وہ بے چین تھا اور ساری رات سو نہیں سکا تھا۔ اس نے گہرا سانس لے کر دائیں ہاتھ میں پکڑے شاپرز کو بائیں ہاتھ میں منتقل کیا جس میں پہلے سے ایک شاپر تھا۔

گھنٹی بجانے کے بعد وہ گہرا سانس لے کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگا۔ دروازہ کھلنے پر اجنبی چہرہ سامنے آنے پر اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ شکیل نے حیرت سے اس شاندار شخص کو دیکھا۔

"جی فرمائیں!" اسے خاموش دیکھ کر شکیل صاحب نے سوال کیا۔

"کیا سعید صاحب یہیں رہتے ہیں۔" وہ آتو گیا تھا لیکن اب جگہ کو لے کر کنفیوژ ہو گیا تھا۔ کیونکہ جہاں تقریباً سب ہی گھر اور دروازے ایک سے لگ رہے تھے۔

"جی ان ہی کا گھر ہے۔" شکیل نے اب مزید حیرت سے اجنبی کو سر سے پیر تک دیکھا۔

"میں ان کی عیادت کے لیے آیا تھا۔"

"عیادت" شکیل نے حیرت سے دہرایا۔

"انہیں کیا ہوا ہے۔" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگے تو اب کی بار حذیفہ نے سامنے کھڑے شخص کو بغور دیکھا۔

"کیا میں ان سے مل سکتا ہوں؟" سب کچھ نظر انداز کرتا وہ کام کی بات پر آیا تھا۔

"ہاں جی آئیں۔ یہاں سے اوپر چلے جائیں۔" اندر داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھے بغیر وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

سیڑھیاں ختم ہوتے ہی بڑا سا کمرہ تھا جہاں فرنیچر کے نام پر چند پرانے صوفے اور کرسیاں تھیں۔ وہ دو قدم آگے بڑھ آیا تب ہی دائیں طرف دروازے پر ہلچل محسوس کر کے وہ مڑا اور دروازے سے نظر آتے چہرے کو دیکھ کر جہاں اس کی اضطرابی کیفیت غائب ہوئی تھی وہیں اس کی آنکھیں بھی چمک اٹھی تھیں وہ جو سعید صاحب کے کپڑے استری کر کے کچن میں جا رہی تھی بے ساختہ دروازے میں ہی رک گئی سامنے کھڑا وجود اسے اپنا وہم لگا تھا۔

وہ کتنے ہی پل اسے دیکھتی رہی مقابل بھی ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ اس وہم کو جھٹلانے کے لیے اس نے تیزی سے پلکیں جھپکائیں اس کی اس ادا پر سامنے والے کے چہرے پر پڑی بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی۔ اس کو جھٹکا لگا تھا وہ وہم نہیں تھا حقیقت تھا وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹ کر دروازے کی اوٹ میں ہو گئی تھوک نگل کر اس نے اپنی گھبراہٹ کو کم کرنا چاہا۔

"السلام علیکم!" اگلے ہی پل بھاری لیکن مسکراتی آواز اسے اپنے قریب سنائی دی۔ اس نے تیزی سے گلے میں پڑے دوپٹے کو خود پر پھیلا کر اچھی

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

طرح سر پہ لپیٹا۔

"میں انکل سے ملنے آیا تھا۔" اسے باہر نہ آتا دیکھ کر اسے بتانا پڑا تھا وہ دونوں ہاتھ مسلتی خود کو ہمت دیتی باہر آئی وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا تھا اب کی بار انابیہ نے اس کی طرف دیکھنے کی جرأت نہیں کی تھی۔

"آپ بیٹھیں میں بابا کو بلا کر لاتی ہوں۔" وہ سر جھکائے اسے کہتی دوسرے کمرے کی طرف مڑ گئی جبکہ حذیفہ مسکراتا ہوا۔ سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا اور دونوں شاپر سینٹر ٹیبل پر رکھ دیے۔ سعید صاحب نے حیرت سے انابیہ کے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھا اور پھر پریشانی سے باہر نکلے۔ ان کو دیکھ کر حذیفہ کھڑا ہو گیا۔

"آپ!" سعید صاحب حیرت اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ اسے دیکھ رہے تھے۔ "آپ کو میرا یہاں آنا اچھا نہیں لگا؟" بغور ان کا چہرہ دیکھتے ہوئے حذیفہ نے سوال کیا تو ان کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔ "نہیں بیٹا ایسی کوئی بات نہیں لیکن آپ یوں اچانک ان کی سمجھ میں نہیں آیا کیا کہیں؟" "کل میری گاڑی سے آپ کو چوٹ آئی تھی ساری رات میں پریشان رہا اسی لیے آج سیدھا آپ کی خیریت پوچھنے آ گیا۔ لیکن لگ رہا ہے غلط کیا۔" وہ چہرے پر مایوسی لاتے ہوئے بولا تو سعید صاحب بے چارے بوکھلا کر رہ گئے۔

"بالکل نہیں بیٹا! مجھے بہت اچھا لگا بیٹھو۔" اسے بیٹھنے کا کہہ کر ان کی نظر ٹیبل پر رکھے شاپرز پر پڑی تو چونکے "یہ فروٹس اور کچھ بیکری آئٹم لایا تھا۔ خالی ہاتھ آنا مجھے اچھا نہیں لگا۔" ان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے حذیفہ نے جواب دیا۔

"آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں کل بھی آپ نے اتنا کچھ کیا تھا۔" وہ واقعی شرمندہ ہو رہے تھے۔

"انکل! پرانی باتیں چھوڑیں میں نے کچھ نہیں کیا۔ مزید ایسی بات کر کے مجھے شرمندہ نہ کریں۔"

سعید صاحب اس کا چہرہ دیکھنے لگے وہ اس دن سے کتنا مختلف نظر آ رہا تھا۔ لیکن کیوں؟ اس کا یہاں آنا انہیں حیران کر رہا تھا۔

ان کی کھوجتی نظریں خود پر محسوس کر کے اس نے موبائل نکال لیا۔ تب ہی قدموں کی آواز پر اس نے موبائل سے دھیان ہٹا کر اوپر دیکھا۔ جوس کا گلاس لیے وہ نظریں جھکائے اس کے سائیڈ پر کھڑی تھی اس نے شکریہ کہہ کر گلاس تھام لیا۔ کیونکہ دوبارہ آنے کے لیے اس نے راہ تو ہموار کرنی تھی۔

☆☆☆

کانفرنس روم سے نکل کر وہ اپنے آفس میں آیا تو اس کی پرسنل سکریٹری عشنا بھی اس کے پیچھے آئی تھی۔

"یس عشنا!" اس نے ابرو اچکا کر پہلے عشنا کو پھر اس کے ہاتھ میں پکڑے بیگز کو دیکھا۔

"سر! آپ نے جو کپڑے آرڈر کرنے کو کہا تھا وہ آ گئے ہیں۔" اس نے برینڈڈ بیگز ٹیبل پر رکھے اور اس میں سے لیڈیز سوٹ نکال کر دکھائے۔ اس نے مسکرا کر انہیں دیکھا عشنا نے بغور اپنے باس کی اس حرکت دیکھی۔

"تھینک یو عشنا یو مے گو ناؤ۔" اس کے بولنے پر وہ مسکرا کر سر ہلاتی باہر نکل گئی۔ اس نے دوبارہ ان کپڑوں کو دیکھا اور دراز سے اپنا موبائل اور کار کی چابی اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔

تب ہی دستک دے کر نوید اندر آیا تھا۔ "آپ کہیں جا رہے ہیں سر۔" نوید نے اس کے ہاتھوں میں پکڑے بیگز کو دیکھ کر پوچھا۔

"کیوں تمہیں کوئی اعتراض ہے۔" اس کے سنجیدگی سے پوچھنے پر وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔

"نہیں وہ سگیا والوں کے ساتھ میٹنگ تھی۔"

"وہ کل نہیں تھی۔" اس نے اپنا موبائل چیک کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بورڈ میٹنگ کل ہے لیکن آج ان کے ساتھ لنچ تھا۔"

"نوید! لنچ اور میٹنگ میں فرق ہوتا ہے بہر حال

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

میں نہیں جارہا تم چلے جاؤ اور میری طرف سے معذرت کر لینا۔"

وہ مزید اسے کہنے کا موقع دیے بغیر باہر نکل گیا جبکہ اس کی نظر ابھی ابھی حذیفہ کے ہاتھ میں پکڑے لیڈیز بیگ پر تھی۔

وہ گنگناتے ہوئے ڈرائیو کر رہا تھا اسے انابیہ سے ملے چار ہفتے ہو گئے تھے اور اس دوران پانچ بار وہ سعید صاحب کی طرف چکر لگا چکا تھا وہ جانتا تھا وہ مروتاً اسے کچھ کہہ نہیں رہے ورنہ اس کی بلاوجہ کی آمد انہیں شاید پسند نہیں آرہی تھی۔ لیکن وہ بھی کیا کرتا جب سے اسے انابیہ کا پتا چلا تھا۔ وہ ماضی بھول گیا تھا اسے بس یاد تھی تو انابیہ وہ اس کے بارے میں سوچ رہا تھا جب اس کا فون بجا اس نے کان سے لگا ایئر پوڈ دبایا۔

"السلام علیکم ممی کیسی ہیں۔"

"میں ٹھیک ہوں بیٹا! تم کیسے ہو اتنے دن ہو گئے گھر نہیں آئے۔"

کچھ نہیں ممی تھوڑا بزی تھا۔ لیکن جلد چکر لگاؤں گا۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"اس ویک اینڈ پر تم گھر آجاؤ۔"

"خیریت ہے۔" ان کے انداز پر وہ چونکا تھا۔

"ہاں بھابھی نے طالب اور انعم کی منگنی ہفتے کو رکھی ہے۔ گھر کے لوگ اور کچھ قریبی دوست ہوں گے۔" حذیفہ کی مسکراہٹ سکڑ گئی تھی۔

"بھائی مان گئے؟" اس کے ماتھے پر بل تھے۔

"تو کیا کرتا، بھابھی نے اس کا جینا حرام کر رکھا تھا۔" وہ جیسے اس کی بے بسی یاد کر کے مسکرائی تھیں۔

"بھائی کب سے اتنے مجبور ہو گئے؟" اس نے طنزیہ انداز میں کہہ کر سر جھٹکا۔

"تمہیں کیا مسئلہ ہے یہ تو خوشی کی بات ہے ہر کوئی خوش ہے اتنے سالوں بعد کوئی خوشی آرہی ہے اور میں نے تمہاری اور نگین کی بات بھی کر دی ہے۔ اب تم بتاؤ منگنی کرنی ہے یا نکاح؟" ان کی آواز میں شوخی محسوس کر کے اس کے ہونٹ بھینچ گئے۔

"یہ میری منگنی نکاح بیچ میں کہاں سے آگیا۔"

"یہ کیا بات ہوئی حذیفہ! کبھی نہ کبھی تو یہ رشتہ ہونا ہے تو پھر حرج کیا ہے ابھی کرنے میں۔"

"کبھی نہ کبھی کا مطلب یہ نہیں کہ ابھی کر لوں ابھی میں کسی جھنجھٹ میں نہیں پڑنا چاہتا۔"

وہ بیزاری سے بولا تو دوسری طرف کلثوم پریشان ہوئی تھیں۔

"میں بھابھی سے بات کر چکی ہوں۔" وہ غصے سے بولیں۔ "منع کر دیں۔" وہ دوٹوک انداز میں بولا۔

"ایسے کیسے منع کر دوں۔" ممی میں کوئی بحث نہیں چاہتا میں ابھی منگنی نکاح کچھ نہیں کر رہا بس۔"

کہہ کر اس نے فون آف کر دیا۔ اچھے بھلے موڈ کا بیڑا غرق ہو گیا تھا۔ اس کے ماتھے پر بل تھے جبکہ چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں واضح تھیں۔

☆☆☆

"بیٹا آپ کیوں اتنی زحمت کرتے ہو پچھلی دفعہ بھی اتنا کچھ لے کر آئے تھے اب پھر یہ" انہوں نے سامنے پڑے ڈھیر سارے ڈبوں کو دیکھ کر تکلفاً کہا اور اتنی مہنگی چیزیں دیکھ کر وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھیں۔

"بس آنٹی خالی ہاتھ آنا اچھا نہیں لگتا۔" وہ بڑی مشکل سے موڈ اچھا رکھ کر بات کر رہا تھا۔ اتنے دن یہاں آتے اسے اندازہ ہو گیا تھا۔ اس گھر میں انٹری کے لیے اس عورت کو رام کرنا ضروری ہے ورنہ پہلی ملاقات میں اس عورت کی لالچی اور بُری فطرت اسے محسوس ہو گئی تھی اور اوپر سے وہ دو لڑکیاں جو اس کے آنے پر سارا ٹائم اس کے اردگرد منڈلاتی رہتی تھیں۔ لیکن وہ یہ سب انابیہ کے لیے برداشت کر رہا تھا لیکن جس کی خاطر وہ یہاں آتا تھا۔ وہ بمشکل اس کے سامنے آتی تھی۔ اس کو دیکھنے کے لیے ان سب کو برداشت کرنا پڑتا تھا۔

"میں ذرا انکل سے مل لوں۔" وہ مسکرا کر کہتا

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com
UrduNovels.com

کھڑا ہو گیا۔

"ہاں مل آؤ لیکن کھانا نیچے کھانا۔" شائنہ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔

"جی ضرور" وہ جان چھڑانے والے انداز میں بول کر جلدی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا لیکن پہلے صوفے کے ساتھ رکھے شاپر اٹھانا نہیں بھولا تھا اور اس کا یہ عمل فوزیہ نے بغور دیکھا تھا۔ سیڑھیاں ختم ہوتے ہی کھانے کی خوشبو اس کی ناک سے ٹکرائی جسے اس نے لمبا سانس لے کر اندر کھینچا اس نے سامنے نظر ڈالی کوئی نہیں تھا تو اس کے قدم خود بخود کچن کی طرف بڑھے۔ وہ اس کی طرف پشت کیے کڑاہی میں کچھ ڈال رہی تھی۔

آہٹ کے ساتھ مردانہ پرفیوم کی خوشبو اس کے حواسوں کو معطل کر گئی۔ اس نے ڈرتے ہوئے پیچھے دیکھا اور دروازے میں کھڑے حذیفہ کو دیکھ کر اس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔

"بڑی اچھی خوشبو آ رہی ہے۔" اس نے دو قدم اندر آتے کہا۔

"پکوڑے بنا رہی تھی۔" وہ دھیمے سے بولی۔

"انکل کدھر ہیں؟"

"بابا باہر گئے ہیں۔"

"او" اس نے ہونٹ سکوڑے۔

"آپ بیٹھیں وہ آتے ہوں گے۔" وہ سر ہلاتا باہر نکل گیا۔ اسے بیٹھے ابھی کچھ پل گزرے تھے جب سعید صاحب اسے اوپر آتے دکھائی دیے۔ انہیں دیکھ کر جہاں وہ کھڑا ہوا وہیں اسے دیکھ کر پہلے وہ حیران ہوئے اور پھر سر جھکا گئے وہ سمجھ گیا اس کا آنا اچھا نہیں لگا۔ ہاتھ میں پکڑے شاپر لیے وہ کچن میں چلے گئے۔ جب وہ واپس آئے وہ ویسے ہی کھڑا تھا۔

"بیٹھو بیٹا!" انہیں مروتاً اخلاق دکھانا پڑا۔

"کیسے ہیں آپ؟"

"ٹھیک ہوں۔" انہوں نے تھکے ہوئے انداز میں کہا۔

"آپ پیدل گئے تھے۔"

"یہاں گلی کے نکڑ تک گیا تھا کچن کا سامان لانا تھا۔"

"میں نے اس دن بھی آپ سے کہا تھا کچھ چاہیے ہو تو مجھے ایک فون کر دیا کریں۔ میں لے کر آؤں گا۔"

اس کے کہنے پر سعید صاحب نے بغور اسے دیکھا اس سے پہلے وہ کچھ کہتے انابیہ ٹرے لے کر آئی اور چائے اور پکوڑے سامنے ٹیبل پر رکھے۔

"انابیہ" اس سے پہلے وہ باہر جاتی حذیفہ نے بے ساختہ اس کا نام لیا تھا۔

انابیہ کے ساتھ سعید صاحب نے بھی اسے چونک کر دیکھا۔ کیونکہ اس نے کبھی انابیہ کو یوں مخاطب نہیں کیا تھا۔ اس نے کرسی کے ساتھ رکھے شاپنگ بیگز پکڑ کر انابیہ کی طرف بڑھائے۔

"یہ میں تمہارے لیے لایا تھا۔" انابیہ نے حیرت سے اسے دیکھنے کے بعد پریشانی سے سعید صاحب کو دیکھا۔ جنہوں نے ہونٹ بھینچ رکھے تھے جیسے خود کو کچھ سخت کہنے سے روک رہے ہوں۔

"میں یہ نہیں لے سکتی۔" انابیہ کے لہجے اور چہرے دونوں سے گھبراہٹ چھلک رہی تھی۔

"کیوں میں اپنی خوشی سے لایا ہوں۔" وہ اب کھڑا ہو گیا تھا۔ انابیہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"بیٹا وہ ٹھیک کہہ رہی ہے میں پہلے بھی آپ سے کہنا چاہتا تھا۔ آپ یہ تکلفات مت کیا کریں ہمیں اچھا نہیں لگتا۔"

حذیفہ ان کا چہرہ دیکھ رہا تھا جہاں مروت اب غائب ہو چکی تھی۔

"انابیہ اپنے کمرے میں جاؤ۔" ان کے کہتے ہی وہ باہر چلی گئی۔ جبکہ حذیفہ اب بھی کھڑا تھا۔

"مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔ اس لیے میں آپ کو ٹائم نہیں دے سکوں گا۔" ان مطلب سمجھ کر حذیفہ نے گہرا سانس لیا اور قدم سیڑھیوں کی طرف بڑھا دیے۔

اس کے جاتے ہی سعید صاحب نے گہرا سانس

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com
Pdfnovels.com

لے کر اس کی طرف دیکھا جہاں وہ کھڑا تھا پھر وہ چونک کر رہ گئے شاپنگ بیگز وہیں رکھے تھے۔ وہ تیزی سے بیگز اٹھائے سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔ وہ گاڑی تک پہنچا تھا جب پیچھے آتی آواز پر مڑا جہاں سعید صاحب ہانپتے ہوئے اس کے پیچھے آرہے تھے۔

"آپ یہ بیگز بھول گئے تھے۔" انہوں نے پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان کہتے ہوئے بیگز اس کی طرف بڑھائے اس نے صرف ایک نظر بیگز کو دیکھا لیکن ہاتھ نہیں بڑھائے۔

"میں ایک دفعہ کوئی چیز تحفتاً دوں تو اسے واپس نہیں لیتا۔ اور ویسے بھی کسی کے خلوص سے دیے گئے تحفے کو واپس کرنا بداخلاقی کے زمرے میں آتا ہے۔

"میں بداخلاقی کرنا نہیں کرنا چاہتا۔ ابھی تک مروت میں ہی چپ تھا لیکن یوں آپ کا بلاوجہ آنا اور اپنا قیمتی وقت اور روپیہ یوں ہم پر ضائع کرنا بنا مقصد تو نہیں ہوسکتا۔"

"آپ کو کیوں لگا کہ میں بنا مطلب ایسا کر رہا ہوں۔" اس کے مضبوط اور سیدھے انداز پر وہ پریشان ہوئے تھے۔

"ہم سے آپ کو کیا مطلب ہوسکتا ہے۔" انہوں نے شاید اس سے زیادہ خود سے سوال کیا تھا۔

"انابیہ میں انابیہ کے لیے آتا ہوں۔"

انہیں شک تو تھا لیکن مقابل کا یوں بے باک انداز انہیں ساکت کر گیا تھا۔ لیکن اگلا احساس ناگواری اور غصے کا تھا۔

"آپ ہوش میں تو ہیں کیا کہہ رہے ہیں میں غریب ہوں، کمزور ہوں لیکن اتنا لاچار نہیں کہ آپ کی یہ بکواس برداشت کرلوں۔ آئندہ یہاں مت آیے گا۔" انہیں اتنا غصہ آرہا تھا کہ ان کی آواز شدت جذبات سے کانپ رہی تھی۔

"سعید صاحب!" ان کے مڑتے ہی حذیفہ کی سنجیدہ اور غصیلی آواز نے ان کے قدم روکے۔

"جانے سے پہلے یہ جان لیں میں کون ہوں۔ حذیفہ ارباز جیلانی نام ہے میرا۔" وہ نام دھماکے کی صورت میں سعید صاحب کے سر پر پھٹا تھا وہ مڑے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے حذیفہ کو دیکھنے لگے جیسے ان کے سامنے انسان کی جگہ بھوت کھڑا ہو۔

"میرا خیال ہے، یہ کافی، انابیہ سے ملنے کے لیے۔" وہ دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالے انہیں دیکھ رہا تھا۔

انہوں نے بے ساختہ قریب کی دیوار کا سہارا لیا۔ حذیفہ گہرا سانس لے کر ان کے پاس آیا۔

"میرا خیال ہے کہیں بیٹھ کر آرام سے بات کرتے ہیں۔"

وہ ان کے سامنے سر جھکائے بالکل خاموش بیٹھے تھے جبکہ وہ بھی خاموشی سے ان کے بولنے کا منتظر تھا۔

"جب میں آپ کے پاس آیا تھا تب آپ نے سرے سے ماننے سے انکار کر دیا تھا تو اب یوں آنے کا مقصد؟" سعید صاحب کی سوالیہ نظریں اس پر جمی تھیں۔

"انکار کرنے سے حقیقت بدل تو نہیں جاتی۔" اس کی بات پر سعید صاحب استہزائیہ مسکرائے۔

"ایک وجود کی حقیقت اس رشتے سے انکاری ہونا آپ کو عام بات لگ رہی ہے۔ لیکن میں بھی سمجھ نہیں سکا۔ پہلے انکار اور اب یوں اتنی بے تابی۔"

ان کے کہنے پر حذیفہ نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔

"ماضی میں جو ہو چکا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ میں کیا ہر کوئی اس کے وجود سے انکاری ہے، ہم نے عفت گل کی وجہ سے بہت کچھ سہا ہے جب آپ آئے اور عفت گل کی بیٹی کی بات کی تو مجھے اس وقت وہ انکار بہتر لگا تھا لیکن اس دن انابیہ کو وہاں دیکھ کر میں خود کو روک نہیں سکا۔ جو زندگی وہ جی رہی ہے، وہ اس کے شایان شان نہیں۔"

"واہ!" اس کی بات پر سعید صاحب استہزائیہ انداز میں مسکرائے۔ "یہ طرز زندگی بھی آپ لوگوں کی

UUNovels.com

TheUrduBooks.Com

TheUrduBooks.Com

دین ہے۔ کون اپنے گھر کی عزت کو یوں رلنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ گناہ گار اس کی ماں تھی اور اس کی سزا وہ بھگت چکی ہے۔ کینسر تھا اسے تڑپ تڑپ کر اس نے جان دی ہے۔ لیکن انابیہ، وہ تو معصوم تھی بے قصور تھی۔ آپ لوگوں کا خون تھی جسے آپ کے گھر کی عورتوں نے ناجائز بنا دیا۔ اس کا باپ کون تھا۔ آپ جانتے ہیں۔ ایک مرتی ہوئی عورت کم از کم اپنی اولاد کے بارے میں جھوٹ نہیں بولے گی۔ آج آپ دعوے دار بن کر آ گئے ہیں پہلے آپ کہاں تھے۔ جب اس کی عزت اور جان داؤ پر لگی تھی۔ عفت گل کہاں کہاں در بدر نہیں ہوئی اس کی جان بچانے کے لیے صرف آپ لوگوں کی بے حسی کی وجہ سے عفت گل نے کتنے فون کیے تھے آپ کے گھر مدد کے لیے لیکن الٹا اسے ذلیل کیا گیا۔

"یہ جھوٹ ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔" اس الزام پر وہ تڑپ کر بولا۔

"یہ سچ ہے اپنے گھر کی عورتوں سے پوچھیے گا۔" تب آپ بھی چھوٹے تھے آپ کو علم نہیں ہوگا اس بات کا اور آخری کیل تو اس بچی کی قبر پر آپ کے باپ اور تایا نے لگائی اسے اس نام نہاد رشتے میں باندھ کر آج تک وہ بچی انتظار کی سولی پر لٹک رہی ہے۔ کیا قصور ہے اس کا یہی کہ وہ جیلانی خاندان کی ایسی غلطی ہے جسے کوئی ماننے کو تیار نہیں۔ ہر رشتہ ہونے کے باوجود میری بچی نے کتنی محرومیاں دیکھی ہیں مجھ سے پوچھیں۔ وہ کہتے ہوئے رو پڑے تھے۔

"صورت دیکھی ہے اس کی کتنی معصوم ہے۔ شہزادیوں کی آن بان والی میری گڑیا جس کا باپ تو محلوں کا رہنے والا تھا پر بیٹی کو لاوارث چھوڑ گیا۔"

"انکل پلیز۔" حذیفہ تکلیف سے بولا۔

"بولنے دو بچے! آج اگر دعوے دار بن کر آئے ہو تو سنو بھی۔ وہ تم لوگوں کی عزت تھی ذمہ داری تھی۔ اتنا حسن ہو تو نظروں میں آ ہی جاتا ہے۔ سوچو کیسے کیسے میں نے اسے دنیا کی نظروں سے بچانے کی کوشش کی ہے لیکن میں اس کا سرپرست تھا سگا خون کا رشتہ نہیں تھا میرا اس سے۔ لوگوں نے کیا کیا باتیں نہیں کیں لیکن میں نے پروا نہیں کی صرف اس آس پر کہ اس کے اپنے ہیں جن کے ملتے ہی وہ محفوظ ہو جائے گی۔ لیکن ہوا کیا۔ اس نے اپنوں نے اس کے وجود سے انکار کر دیا۔"

سعید صاحب کی طنزیہ نظریں خود پر محسوس کر کے حذیفہ ہونٹ بھینچ گیا۔

"مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے اس لیے میں یہاں ہوں۔"

"مجھ سے اب کیا چاہتے ہیں۔"

"میں انابیہ کو ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔" حذیفہ کے کہنے پر سعید صاحب کتنی دیر اس کا چہرہ دیکھتے رہے۔

"آپ کے گھر والوں کو انابیہ کا پتا ہے۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

"بہت فرق پڑتا ہے۔ کیا انہیں پتا ہے آپ انابیہ سے ملے ہیں اور اسے یہاں سے لینے آئے ہیں۔"

حذیفہ نے گہرا سانس لیا۔ "ابھی وہ نہیں جانتے اور میں ابھی ان سے بات بھی نہیں کر رہا۔"

اب کی بار سعید صاحب نے گہرا سانس لیا۔

"تو میری طرف سے معذرت میں انابیہ کو مزید کوئی دکھ نہیں دینا چاہتا کیا گناہ ہے اس کا کہ وہ ساری دنیا سے چھپ کر رہے اسے اپنانے میں شرم آئے گی آپ کے گھر والوں کو۔"

حذیفہ بالکل چپ تھا۔ شاید جس بات کو وہ اتنا آسان سمجھ رہا تھا وہ اتنی بھی آسان نہیں تھی۔

"انابیہ آپ کی امانت ہے پہلے بھی وہ میرے پاس امانت کے طور پر تھی، اب بھی آپ کی امانت ہے لیکن ایسے نہیں اسے پورے رسم و رواج کے ساتھ لے کر جائیں۔ دنیا کو پتا چلے وہ لاوارث نہیں، یوں چھپ چھپا کر اسے میں آپ کے حوالے نہیں کر سکتا۔"

"ٹھیک ہے میں گھر میں بات کر کے انہیں لے کر آتا ہوں۔" حذیفہ ہار مانتے ہوئے بولا۔

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

"لیکن میں انابیہ کو بتا سکتا ہوں کہ میں کون ہوں۔"

"نہیں" سعید صاحب ٹھوس انداز میں بولے۔

"لیکن کیوں؟" وہ ناراضی سے بولا۔

"پہلے اپنے گھر میں بات کریں۔ اگر آپ کے گھر والے مان جاتے ہیں تو جو آپ کی مرضی ہوگی۔ میں منع نہیں کروں گا۔ لیکن اگر آپ انابیہ کو اپنے بارے میں بتائیں گے اور کل کو آپ کے گھر والے نہیں مانتے تو میری بیٹی ٹوٹ جائے گی۔ پہلے ہی وہ بہت تکلیف میں ہے۔"

ان کی بات وہ سمجھ گیا تھا اس لیے سر ہلا گیا۔

"لیکن تب تک مجھے انابیہ سے بات کرنے کی ملنے کی اجازت ہے نا کیونکہ آپ تو جانتے ہیں نا میرا اس سے کیا رشتہ ہے۔" وہ بہت امید سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

سارے حق ہونے کے باوجود وہ ان کی اجازت کا طلب گار تھا کیونکہ سعید صاحب کا حق تھا انابیہ پر بے شک بقول ان کے کہ ان کا اس سے خون کا رشتہ نہیں لیکن انہوں نے اس کے لیے خون کے رشتے سے زیادہ کیا تھا اس کی امید دیکھ کر سعید صاحب انکار نہیں کر سکے تھے۔

☆☆☆

وہ کب سے اسے دیکھ رہی تھی، جو موبائل کو دیکھتے مسکرا رہا تھا اس کا انہماک اتنا زیادہ تھا کہ پاس لیٹے بچے کی رونے کے آواز بھی اس کا انہماک نہیں توڑ سکی تھی۔

"غفران!" تنگ آ کر اسے آواز دینی پڑی تھی۔ اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"انو کب سے رو رہا ہے اور تم پتا نہیں فون میں کون سا خزانہ کھوج رہے ہو۔" غفران نے پہلے گردن گھما کر اپنے دائیں طرف دیکھا اور پھر ناگواری سے سامنے بیٹھی عورت کو دیکھا۔

"تم میری توجہ انو کی طرف کروا رہی ہو اور خود اتنی دیر سے کیا تماشا دیکھ رہی ہو۔ اٹھا لینا تھا بچے کو۔"

اس نے کہنے کے ساتھ قریب لیٹے بچے کو اٹھا لیا۔

"کیوں یہ صرف میرا ہی بچہ ہے۔ تمہارا کچھ نہیں لگتا۔" جواباً وہ ماتھے پر بل ڈال کر غصے سے بولی۔

غفران اس کو جواب دیے بغیر دانت پیستے ہوئے دوبارہ موبائل دیکھنے لگا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا موبائل میں ایسا کیا ہے جو تمہاری نظر نہیں ہٹ رہی۔" اب وہ صوفے سے اٹھ کر اس کی طرف آ رہی تھی۔ غفران نے جلدی سے موبائل بند کر کے اپنے ٹراؤزر کی جیب میں رکھا اور بچے کو دوبارہ بیڈ پر لٹایا۔ "مجھے تمہاری یہ عادت بالکل پسند تھی ہر وقت روک ٹوک یہ مت کرو۔ وہاں مت جاؤ یہ مت دیکھو میں کیا سکون سے موبائل بھی نہیں دیکھ سکتا۔" اس نے کھڑے ہوئے بمشکل خود کو چیخنے سے روکا تھا۔

"تمہیں تو کافی عرصے سے ہر بات ہی روک ٹوک لگ رہی ہے۔ شاید میں ہی زہر لگ رہی ہوں۔"

اس کے کہنے پر غفران نے سرسری سی نظر اس کے چہرے پر ڈال کر کوفت سے منہ موڑ لیا اور اس کا ایسا کرنا شہلا کو آگ لگا گیا تھا۔

"چل کیا رہا ہے تمہارے دماغ میں؟" وہ ایک دم اس کے سامنے آ کر کھڑی ہوگئی اور غور سے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگی۔ غفران نے بے ساختہ گہرا سانس لے کر خود کو ریلیکس کیا۔

"شہلا! کیا ہو گیا ہے تمہیں، کیوں ہر وقت مجھ پر شک کرتی ہو۔" اب کے اسے کندھوں سے تھام کر وہ بڑے پیار سے بولا۔

"شک نہ کروں تو کیا کروں۔ ہفتوں تو ملک سے باہر رہتے ہو گھر آ جاؤ تو سارا دھیان موبائل پر، مجھ پر اور انو پر توجہ دینا ہی چھوڑ دی ہے تم نے۔"

"یار کیسی باتیں کرتی ہو تم میری بیوی ہو اور میں کیسے اپنی بیوی اور بیٹے کو اگنور کر سکتا ہوں۔ بس کام کی ٹینشن ہے تمہیں تو پتا ہے۔ میرا کام کیا ہے۔"

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

"کام کی بات مت کرو۔ غفران! پانچ سال پہلے بھی تمہارا یہی کام تھا۔ تب تو تم سب کچھ چھوڑ کر میرے اردگرد ہی گھومتے تھے اور بھائی سے بھی میں پوچھتی رہتی ہوں۔ وہ بھی ہر وقت تمہاری شکایت کرتے ہیں کام میں تم کچھ دھیان نہیں دیتے ہاں البتہ پیسہ خوب اڑا رہے ہو۔" اب کے وہ ابرو اچکا کر بولی۔

"غفران نے زیرلب اپنے سالے کو گندی گالی دی تھی۔"

"کچھ کہا تم نے؟" شہلا نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا۔

"کچھ نہیں تمہارے بھائی کو تو میں شروع سے میں پسند نہیں اس لیے۔ میرے خلاف تمہارے کان بھرتے رہتے ہیں جہاں تک پیسے اڑانے کی بات ہے تو میں پاکستان تمہارے لیے گھر بنوا رہا ہوں سوچا تھا تمہیں سرپرائز دوں گا لیکن تمہارے بھائی کو کہاں میری خوشی برداشت ہوتی ہے۔" اب کے وہ منہ بنا کر افسردگی سے طاری کرتے ہوئے بولا۔

"واقعی" شہلا خوش ہو کر اس کی طرف بڑھی۔

"ہاں!" وہ بمشکل مسکرایا۔ "تو اس دفعہ میں بھی تمہارے ساتھ پاکستان جاؤں گی۔" اس نے خوشی خوشی اپنا پلان بنایا جس میں غفران کو اپنا پلان ڈوبتا نظر آنے لگا۔

"نہیں بے بی! اس دفعہ تو میں اکیلا جاؤں گا۔ گھر بننے میں تو ابھی وقت ہے جب تیار ہوگا تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا۔"

وہ کسی صورت اس کو ساتھ لے کر نہیں جا سکتا تھا۔

"اب چھوڑ یہ باتیں چلو تمہیں شاپنگ کرلاؤں میں نے ایک ڈریس دیکھا تھا اور اسے دیکھ کر مجھے لگا اس میں میری بے بی کمال لگے گی۔"

"میں ویٹ کر رہا ہوں تم تیار ہو کر آجاؤ۔" وہ کہہ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔

جب اس نے اس سے شادی کی تھی نا تو اسے اس سے محبت تھی اور نہ ہی وہ اسے پسند تھی۔ یہ رشتہ صرف بزنس پوائنٹ آف ویو تھا۔

سات سال پہلے اس نے ایک ٹرانسپورٹ کمپنی جوائن کی تھی۔ جو ٹرانسپورٹ کی آڑ میں سارے غیر قانونی دھندے کام کرتے تھے وہ ان کا ساتھ دیتے دیتے ان کا وفادار بن گیا۔ گھر میں آنا جانا تھا۔ تب ہی حامد جو اس کا مالک تھا۔ اپنی بہن کی وجہ سے پریشان تھا جو شادی کے ایک سال بعد طلاق لے کر آگئی تھی۔

غفران جانتا تھا حامد کو اپنی بہن سے کتنا پیار ہے۔ وہ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت شہلا کی طرف بڑھا تھا۔ شہلا کی صورت میں وہ وفادار ملازم کے بجائے اس کے بزنس کا آدھا مالک بن سکتا تھا۔

شہلا کو اپنے جال میں پھانسنے کے لیے زیادہ کوشش نہیں کرنی پڑی وہ بہت معمولی شکل کی مالک تھی۔ بے حد چھوٹی آنکھیں، چپٹی ناک موٹے ہونٹ اور گہرا سانولا رنگ اور عمر میں غفران سے بڑی تھی۔

ایسی صورت میں جب غفران اپنی پسندیدگی کا اظہار کرنے کے ساتھ اس کا رشتہ بھی مانگ رہا تھا تو شہلا اور اس کے بھائیوں کو اور کیا چاہیے تھا۔ فوراً رشتہ ہو گیا اور غفران جو چاہتا تھا وہ مل گیا۔ کھلا پیسہ ۔۔۔ اور طاقت کا نشہ جب سر پر چڑھتا ہے تو انسان کو فرعون سمجھ بیٹھتا ہے۔ وہ ہر کام کرتا تھا جو وہ چاہتا تھا۔ وہ فطرتاً عیاش اور حسن پرست تھا۔ شہلا تو صرف کامیابی کی سیڑھی تھی۔

لیکن یہ سب وہ شہلا اور اس کے بھائیوں سے چھپ کر کرتا تھا کیونکہ پتا لگنے کی صورت میں وہ جانتا تھا کہ اس سے یہ عیاشی کی زندگی چھن جائے گی۔ سب کچھ ایسے ہی چلتا رہتا اگر انابیہ اس کی نظروں میں نہ آتی۔

وہ پہلی لڑکی تھی جسے دیکھ کر حاصل کرنے سے زیادہ اسے پانے کی آرزو دل میں آئی تھی۔ وہ اسے زور زبردستی سے حاصل کر سکتا تھا لیکن پتا نہیں کیوں وہ اسے اپنا اصل روپ نہیں دکھانا چاہتا تھا۔

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

یہی وجہ تھی کہ وہ پچھلے دو سال سے بڑے صبر کے ساتھ اس کی ہاں کا انتظار کر رہا تھا یہ الگ بات ہے کہ اس سے ہاں کہلوانے کے لیے اسے اس کی راہ میں کتنے کانٹے بچھانے پڑے تھے۔ لیکن جو بھی تھا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا اس نے مسکرا کر پیار سے انابیہ کی تصویر کو دیکھا جو منگنی والے دن ندا نے کھینچ کر بھیجی تھی۔

"یہ کون ہے؟" پیچھے سے آتی آواز پر نا صرف اس کی مسکراہٹ سکڑی تھی بلکہ دل کی دھڑکن بھی مدھم ہو گئی تھی۔ وہ اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر شک دیکھ کر وہ بمشکل مسکرایا۔

"یہ ندا اور شائنہ کی کزن ہے آپا کے گھر رہتی ہے۔ بے چاری یتیم اور مسکین ہے اس کی منگنی کی تصویر ہے۔ گھر میں فنکشن تھا اور شائنہ نے مجھے بھی بھیج دی۔"

وہ بولا تو شہلا نے ہاتھ بڑھا کر موبائل لیا وہ اب بڑے غور سے تصویر کو دیکھ رہی تھی۔

غفران نے شکر کیا کہ اس تصویر میں وہ انابیہ کے ساتھ نہیں تھا۔

"بڑی خوب صورت لڑکی ہے۔" شہلا تعریف کر رہی تھی لیکن منہ کے زاویے بگڑے تھے جو ہر خوب صورت لڑکی کو دیکھ کر بگڑتے تھے۔

"تمہارا کیا کام غیر لڑکیوں کو دیکھنے لگا۔" اس نے ناگواری سے غفران کو دیکھنے کے بعد تصویر ڈیلیٹ کر دی تھی اور غفران بے بسی کے مارے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔

☆☆☆

نیچے سے آتی فوزیہ کی تیز آواز پر پہلے وہ حیران ہوئی اور پھر پریشان ہو کر کھڑی ہو گئی۔ سعید صاحب کی آواز سے اسے اندازہ ہوا کہ فوزیہ سعید صاحب کے ساتھ اونچی آواز میں بات کر رہی تھیں۔ اسے تو پہلے ہی فوزیہ سے خوف آتا تھا۔ اس لیے نیچے جانے کے بجائے وہ ہاتھ مسلتی وہیں سعید صاحب کا انتظار کرنے لگی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سعید صاحب اوپر آ گئے لیکن فوزیہ کے چلانے کی آواز ابھی تک آ رہی تھی۔

"بابا! کیا ہوا آنٹی کیوں غصہ کر رہی تھیں۔"

"کچھ نہیں بالکل پاگل عورت ہے دورے پڑتے رہتے ہیں۔"

سعید صاحب پہلی دفعہ کافی غصے سے بولے تھے ان کو غصے میں دیکھ کر انابیہ خاموش ہو کر انہیں دیکھنے لگی۔ تب ہی انہوں نے ہاتھ میں پکڑے شاپر انابیہ کی طرف بڑھائے۔

"یہ رکھ لو۔" انابیہ نے حیرت سے ان شاپرز کو دیکھا۔

"بچہ اتنے خلوص سے لایا تھا۔ انکار کرنا اچھا نہیں لگا ویسے بھی مجھے وہ بہت پسند ہے بڑا نیک شریف بچہ ہے۔"

سعید صاحب اگر اس کی تعریف کر رہے تھے تو وہ واقعی تعریف کے قابل ہو گا ایسا انابیہ کو لگتا تھا۔

"اور وہ فوزیہ کہ رشتے کی بات کروں۔ اب بتاؤ میں کیسے اس لڑکے کو کہوں۔ اسے دیکھ کر ہی لگتا ہے وہ بہت پڑھا لکھا اور امیر گھرانے سے ہے اور دوسرا اس نے مجھے بتایا اس کا رشتہ کہیں طے ہے پر یہ عورت سمجھتی نہیں۔ کہتی ہے میں نہیں چاہتا۔ اس کی بیٹیوں کا اچھا رشتہ ہو مجھے تو بس تمہاری فکر ہے اس لیے میں۔"

وہ اپنے دھیان میں بولتے بولتے رکے پھر اسے دیکھا۔

"تم ٹی وی دیکھ رہی تھیں۔ دیکھو میں اب آرام کروں گا۔" وہ کہہ کر اپنے کمرے میں آئے۔ لیکن بیڈ پر لیٹ کر بھی نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

آج جو حقیقت سامنے آئی تھی۔ اس نے انہیں پریشان کر دیا تھا۔ وارث تو پھر زندہ ہو گئے تھے مری ہوئی امید پھر زندہ ہو گئی تھی۔ لیکن وہ غفران کا کیا کرتے جسے وہ آس دلا چکے تھے۔ وہ جانتے تھے وہ جتنا ظالم آدمی تھا وہ تو یہ سن کر پاگل ہو جائے گا اور پتا نہیں انابیہ کے ساتھ کیا سلوک کرے گا اور پھر انابیہ جس کی امید کو انہوں نے خود ختم کیا تھا۔ وہ یہ بھی

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

جانتے تھے وہ غفران کو کبھی قبول نہیں کر سکے گی بس ان کی خاطر خاموش تھی وہ اب جلد بازی میں کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتے تھے فیصلہ تب ہی ہوتا جب حذیفہ اپنے گھر والوں کو لے کر آتا۔

☆☆☆

وہ بار بار اپنا دھیان پریزینٹیشن کے پوائنٹس کی طرف کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن دماغ اتنا پریشان تھا کہ کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس نے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے اپنی پیشانی کو مسلا تھا۔

دو ہفتے ہو گئے تھے اس کے گھر والے اس سے ناراض تھے وجہ اس کا منگنی سے انکار کرنا اور دوسری بڑی وجہ اس کے انکار پر طالب نے بھی اپنی منگنی منسوخ کر دی تھی۔ اب اس کے کھاتے میں دو دو غلطیاں تھیں۔ اس کا گھر جانا ضروری تھا لیکن ایسے حالات میں جب گھر والے اس سے ناراض تھے تو وہ کیسے انابیہ کی بات کرتا اور جب بات نہیں ہوگی تو کیسے وہ سعید صاحب کے پاس جا سکتا تھا۔ وہ بہت پریشان تھا کوئی ایسا نہیں تھا جس کو وہ اس راز میں شریک کر سکتا۔

گاڑی سگنل پر رکی تو وہ باہر دیکھتے ہوئے بے توجہی سے نوید کی بات سن رہا تھا تب ہی چونک کر باہر دیکھنے لگا۔

"نوید گاڑی روکو۔" نوید حیرت سے اسے دیکھا اور سڑک کے سائیڈ پر کار روک دی۔

حذیفہ تیزی سے اترا اور سڑک کے پار کر کے دوسری طرف چلا گیا۔ نوید نے کچھ حیرت سے سامنے دیکھا اور پھر آنکھیں چھوٹی کر کے پہچاننے کی کوشش کی وہاں ایک بزرگ آدمی اور ایک لڑکی کھڑے تھے اور وہ وہی تھے۔ جن کے گھر آج کل سر کا بڑا آنا جانا تھا۔ وہ انہیں دیکھتے ہوئے عجیب کشمکش کا شکار ہوا۔

"السلام علیکم!" کی آواز پر سعید صاحب کے ساتھ انابیہ بے ساختہ مڑی تھی۔

"وعلیکم السلام کیسے ہو بیٹا؟" سعید صاحب اسے دیکھ کر خوش ہوئے تھے۔ جبکہ انابیہ کو بھی اسے دیکھ کر اچھا لگا تھا اور اس کی مسکراہٹ کو حذیفہ کے علاوہ سعید صاحب نے بھی بغور دیکھا تھا۔

"آپ یہاں؟" حذیفہ نے انابیہ سے نظریں ہٹا کر سعید صاحب سے سوال کیا جو ایک شاپنگ مارکیٹ کے آگے کھڑے تھے۔

"آپ یہاں؟" سعید صاحب کے پوچھنے پر وہ چونکا جیسے کچھ یاد آیا ہو۔

"یہاں سے گزر رہا تھا آپ پر نظر پڑی تو رک گیا۔" وہ مسکرایا تو سعید صاحب نے سر ہلایا۔

"گھر جا رہے ہیں؟" انہیں خاموش دیکھ کر حذیفہ نے پوچھا۔

"ہاں کسی ٹیکسی یا رکشے کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"انکل کیسی غیروں جیسی باتیں کر رہے ہیں۔ چلیں میں آپ کو چھوڑ دوں۔"

"نہیں بیٹا ابھی کوئی سواری مل جائے گی۔"

"وہ مجھے بھی پتا ہے لیکن میں اس وقت فری ہوں۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ میں کوئی انکار نہیں سن رہا آپ میرے ساتھ چل رہے ہیں۔"

قطعیت سے کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا تو سعید صاحب گہرا سانس لیتے انابیہ کا ہاتھ تھام کر اس کے پیچھے چل دیے۔

نوید نے گہرا سانس لے کر گاڑی کی بیک سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ تب ہی اس کا موبائل بجا تھا۔ نوید نے آنکھیں کھول کر اسکرین پر نظر ڈالی اسکرین پر نظر آتے نام کو دیکھ کر نہ صرف وہ سیدھا ہوا بلکہ چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔

"السلام علیکم سر" وہ گلا کھنکھارتے ہوئے بولا۔

"وعلیکم السلام نوید کیسے ہو۔" دوسری طرف سے آتی گھمبیر آواز پر اس نے تھوک نگل کر گلا تر کیا۔

"میٹنگ ختم ہو گئی۔"

"پتا نہیں سر۔" وہ بے ساختہ بولا۔

"کیا مطلب پتا نہیں۔" دوسری طرف سے

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

طالب چونکا تو نوید نے اپنی زبان دانتوں تلے دبائی اس کی خاموشی پر طالب کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"حذیفہ کہاں ہے؟" اس کے سوال پر نوید پریشانی سے اس تنگ گلی کی طرف دیکھنے لگا۔ جہاں حذیفہ گیا تھا۔

"نوید میں کچھ پوچھ رہا ہوں اور مجھے کوئی آئیں بائیں شائیں میں جواب نہیں چاہیے مجھے سچ سننا ہے۔"

"سر پلیز آپ حذیفہ سر کو نہیں بتائیں گے کہ میں نے آپ کو کچھ کہا ہے میری نوکری کا سوال ہے۔" اس کی بات پر طالب نے بمشکل اپنے غصے کو کنٹرول کیا تھا۔

"او کے بولو۔"

"سر کافی عرصے سے حذیفہ سر کا ایک گھر میں بہت آنا جانا ہے اور وجہ مجھے وہ لڑکی لگ رہی ہے۔ جس کے لیے سر نے ابھی بھی میٹنگ کینسل کر دی ہے اور اس سے پہلے بھی وہ ایسا کئی بار کر چکے ہیں ہر دو تین دن بعد وہ شام میں جلدی میں چلے جاتے ہیں اور مجھے لگتا ہے وہیں جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کافی چیزیں بھی لے کر جاتے ہیں برینڈڈ کپڑے مہنگے تحفے اور تو اور ہاسپٹل کے بل بھی وہی پے کرتے ہیں۔"

نوید اب کچھ بڑھا چڑھا کر بیان کر رہا تھا۔ گھر میں پہلے ہی اس کی منگنی سے انکار کی وجہ سے سب پریشان اور ناراض تھے لیکن طالب کو اب سمجھ میں آ رہا تھا کہ اس نے کیوں کوئی وضاحت نہیں دی، کیوں گھر والوں کی ناراضی کی پروا نہیں کی۔ وہ لڑکی اس کے لیے اتنی اہم ہو گئی تھی کہ وہ گھر والوں کے ساتھ کام کو بھی نظر انداز کر رہا تھا۔

"کب سے مل رہا ہے اس سے۔" جب بولا تو اس کی آواز بہت سخت تھی۔

"یہی کوئی دو تین ماہ سے۔"

"لڑکی رہتی کہاں ہے اور کیا کرتی ہے۔"

"سر حذیفہ سر ابھی بھی ان کے گھر میں ہیں۔ یہ علاقہ کافی پسماندہ ہے لڑکی کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا لیکن لڑکی بے حد خوب صورت ہے۔"

طالب نے آنکھیں بند کیں۔

"میں کل اسلام آباد آ رہا ہوں۔ حذیفہ کو مت بتانا۔"

"سر! میری ریکوئسٹ ہے حذیفہ سر کو پتا نہ چلے کہ میں نے آپ کو کچھ بتایا ہے۔" وہ بہت ڈر رہا تھا۔

"مجھے پتا ہے مجھے کیا کرنا ہے کیا نہیں آگے بھی کچھ ہوتا ہے۔ مجھے انفارم کرتے رہنا۔" کہنے کے بعد اس نے فون آف کر دیا لیکن وہ کتنی دیر غصے سے اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت میں وہیں بیٹھا رہا۔

☆☆☆

بیل دینے کی ضرورت نہیں پڑی۔ دروازہ پہلے سے کھلا تھا۔ اس وقت سامنے صحن میں رکھے صوفوں پر سب موجود تھے۔ ایک شخص جو حذیفہ کے لیے اجنبی تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اس نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا تو حذیفہ نے سوالیہ نظروں سے سعید صاحب دیکھا تو چونکا اور دوسری بے ساختہ نظر انابیہ پر ڈالی جو سہم کر سعید صاحب کے ساتھ لگی تھی۔

"بڑی سیریں ہو رہی ہیں، میں نے سوچا اچانک جا کر سرپرائز دوں گا لیکن یہاں تو پہلے سے سرپرائز تیار ہے۔"

سعید صاحب سے کہہ کر اس نے ایک چبھتی نظر حذیفہ پر ڈالی تو حذیفہ نے ناسمجھی سے اس کے انداز کو دیکھا۔

"چچا جی! آپ تو وہیں جم گئے ہیں لگتا ہے میرے آنے کی خوشی نہیں ہوئی۔" وہ کہنے کے ساتھ خود بھی چلتا ہوا آ کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا تو سعید صاحب لگنے والے جھٹکے سے تھوڑا سنبھلے تھے۔

"کیسے ہو؟"

"آپ کے سامنے میں ٹھیک ٹھاک تعارف نہیں کروائیں گے۔ ان حضرت کے ساتھ جن کے ساتھ نا صرف آپ بلکہ آپ کی باپردہ بیٹی بھی کھلے عام گھوم پھر رہی ہے۔" غفران کے کہنے پر حذیفہ نے ماتھے پر بل ڈال کر ناگواری سے اس آدمی کو دیکھا۔

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com
urdunovels.com

"یہ میرے عزیز دوست کا بیٹا ہے۔ مجھ سے ملنے آیا ہے۔" سعید صاحب نے مجھ پر زور دے کر کہا۔

"اچھا!" وہ اچھا کو لمبا کھینچ کر بولا۔

"اب لگ رہا ہے چچا جی میرا تعارف تو نہیں کروائیں گے تو میں خود ہی اپنا تعارف کروا دیتا ہوں میں غفران! انابیہ کا ہونے والا شوہر۔"

اس نے کہنے کے ساتھ ہاتھ بڑھایا لیکن حذیفہ کے سر پر تو جیسے دھماکا ہوا تھا۔ اس نے بے یقین نظروں سے سعید صاحب کی طرف دیکھا اور اس کا مطلب سمجھ کر انہوں نے بے ساختہ انداز میں نا صرف نظریں چرالی تھیں بلکہ سر بھی جھکا لیا تھا۔

اس نے دوسری نظر انابیہ پر ڈالی جہاں صرف ڈر تھا کوئی اور تاثر نہیں تھا۔ حذیفہ نے دوبارہ غفران کو دیکھا جو آنکھیں چھوٹی کیے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر مسکرایا۔

"لگتا ہے شدید جھٹکا لگا ہے آپ کو، یقیناً نہیں بتایا ہوگا اور آپ نے بھی لگتا ہے بڑا کچھ سوچ لیا ہوگا۔ تب ہی آپا بتا رہی تھیں بڑا آنا جانا ہے یہاں پر بڑے تحفوں کا تبادلہ ہو رہا ہے جبکہ میں پچھلے دو سال سے خوار ہو رہا ہوں۔ لیکن مجھے تو کبھی گھاس نہیں ڈالی لیکن آپ کو دیکھ کر پتا چلتا ہے امیر آسامی ہیں اور اوپر سے جوان ہونے کے ساتھ خوب صورت بھی ہیں۔"

حذیفہ نے دانت پر دانت جما کر خود کو کچھ بھی کہنے سے روکا تھا۔

"لیکن پتا ہے قصور اس بے چاری کا بھی نہیں فطرت نہیں بدلتی بیٹی ماں کا عکس ہوتی ہے۔ یقیناً اس نے آپ کو اپنی بیٹی ماں کی عیاشیوں کی داستان بھی نہیں سنائی ہوگی کوئی بات نہیں میں بتا دوں گا۔ نہیں تو گلی میں موجود کسی بندے کو روک کر پوچھ لیں اس کی ماں کے بارے میں وہ بتا دے گا۔ گندہ خون گندہ ہی رہتا ہے۔"

اس نے غصے اور نفرت سے انابیہ کو دیکھا تو حذیفہ کا خود پر ضبط ختم ہوا تھا اس نے کھینچ کر تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔

"خون تمہارا گندہ ہے جو اس شریف اور نیک لڑکی پر اتنے گندے الزام لگا رہے ہو۔"

غفران شاید اس تھپڑ کے لیے تیار نہیں تھا تب ہی کچھ پل گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے حذیفہ کو دیکھتا رہا اور اگلے ہی پل اس نے آگے بڑھتے ہی حذیفہ کا گریبان تھام لیا تھا۔

انابیہ ڈر کے مارے رونے لگی تھی۔ سعید صاحب کے ساتھ شکیل بھی تیزی سے آگے بڑھا فوزیہ جو پہلے ہی غفران کو اچھا خاصا بھڑکا چکی تھیں۔ غفران کو یوں بے قابو ہوتے دیکھ کر گھبرا کر آگے بڑھیں۔

جس دن غفران نے انابیہ کی وجہ سے ان سے بدتمیزی کی تھی اس دن سے وہ اس کے خلاف دل میں بغض لے کر بیٹھیں۔ وہ بظاہر خاموش تھیں کسی موقع کی تلاش میں تھیں۔ جس سے فائدہ تھا کہ وہ غفران کے دل میں انابیہ کے لیے نفرت اور بے اعتباری پیدا کر سکیں اور وہ موقع انہیں حذیفہ کی صورت میں مل گیا تھا۔ انابیہ شریف تھی، باکردار تھی وہ یہ بہت اچھے سے جانتی تھیں لیکن اس کی ماں کا حوالہ ایک ایسا ناگ تھا جو اس کی ساری زندگی کی خوشیوں کو نگل سکتا تھا۔ حذیفہ نے ان کی بیٹی کے لیے انکار کیا تھا تو وہ کیسے اسے بھی بخش دیتیں۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے جب غفران انابیہ کے کردار کی دھجیاں اڑا رہا تھا تو انابیہ کی لٹھے کی مانند سفید پڑتی رنگت انہیں کتنی خوشی دے رہی تھی۔ لیکن بات ہاتھا پائی تک آجائے گی یہ انہوں نے سوچا نہیں تھا۔

"بیٹا! تم جاؤ۔" سعید صاحب بمشکل اسے کھینچتے ہوئے لے کر آئے تھے۔ طیش کے مارے حذیفہ کا رنگ بالکل لال ہو گیا تھا۔ جبکہ غفران کی قمیض کے بٹن ٹوٹ چکے تھے اور ہونٹ کا کنارہ پھٹ چکا تھا۔

"حذیفہ نے باہر نکلنے سے پہلے ایک نظر انابیہ پر ڈالی جو روتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

مٹھیاں بھینچے باہر نکل گیا۔

سعید صاحب نے انابیہ کو اوپر جانے کا اشارہ کیا اور اس کے اوپر جاتے ہی وہ حذیفہ کے پیچھے گئے تھے۔

"رکو حذیفہ!" وہ غصے میں تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا جب سعید صاحب کی آواز پر رکا۔

"میں پوچھ سکتا ہوں انکل یہ سب کیا تھا وہ آدمی کون ہے جو خود کو انابیہ کا ہونے والا شوہر کہہ رہا ہے۔ اور آپ کے سامنے کہہ رہا تھا مطلب آپ کی مرضی سے کہہ رہا تھا۔"

وہ خود کو بہت کنٹرول کر کے اپنا لہجہ بدتمیز ہونے سے روک پایا تھا۔

"مرضی سے نہیں مجبوری میں کیا یہ۔" وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔

"میں پوچھ سکتا ہوں ایسی کون سی مجبوری تھی جس کی وجہ سے آپ نکاح پر نکاح کروانے جا رہے تھے۔"

وہ دانت پیس کر بولا تو سعید صاحب نے دکھ اور افسوس کے ساتھ اسے دیکھا۔

"میں آیا تھا آپ کے پاس، میں نے مجبوری بھی بتائی تھی آپ کو۔ میں مزید اس کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ بوڑھا ہوں اور بے بس بھی، یہ آدمی بہت عرصے سے انابیہ کے پیچھے تھا۔ میں جانتا ہوں کوئی جوڑ نہیں لیکن وہ اسے اپنانے کو تیار تھا۔ اپنا نام دے رہا تھا جبکہ آپ لوگوں کا تو نام جڑا تھا انابیہ کے ساتھ پر پھر بھی آپ نے اپنانے سے انکار کر دیا، آپ نے ہی مجھے کہا تھا۔ وہ آزاد ہے۔ مجھے بتائیں میں کیا کرتا اس نے مجھے دھمکی دی بھی کہ اگر میں شادی کے لیے نہ مانا تو وہ دوسری صورت میں بھی انابیہ کو حاصل کر سکتا ہے، میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اور یہ سچ ہے میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ میں بہت ڈر گیا تھا۔ ساری عمر اس بچی نے اپنی عزت کی حفاظت کی اپنے محرم کے انتظار میں اور محرم نے جب آزاد کر دیا تو پیچھے کیا بچا۔ میں اس کو مزید انتظار کی سولی پر نہیں لٹکا سکتا تھا۔"

"انکل! اگر میں نے کچھ الٹا سیدھا بول دیا تو اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں میں نے تھوڑا وقت مانگا ہے۔ سب ٹھیک کرنے کے لیے۔ اور میرے آزاد کہنے سے وہ آزاد نہیں ہو گئی۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں۔ وہ نکاح اب بھی قائم ہے اور قائم ہی رہے گا مجھے بس تھوڑا وقت چاہیے۔"

"وقت ہی تو نہیں ہے۔" وہ ہارے ہوئے انداز بولے تو حذیفہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"تو کیا آپ نکاح پر نکاح کریں گے۔ اس آدمی کے ساتھ جو اس کی عزت نہیں کرتا اور محبت تو بالکل نہیں کرتا، دیکھ لیا میں نے اور وہ ہماری فیملی کا حصہ ہے۔ میں ایسا بالکل ہونے نہیں دوں گا۔ میں اسے ابھی یہاں سے لے جاؤں گا۔"

اس نے غصے سے قدم پیچھے کی طرف موڑے تو سعید صاحب اس کے راستے میں آ گئے۔

"آپ جذبات میں غلط قدم اٹھا رہے ہیں آج اگر اسے لے جائیں گے اور وہی بات جو مجھے اس قدم کے لیے روک رہی ہے کہ اگر آپ کے گھر والوں نے قبول نہ کیا تین لفظ اور سب ختم، پھر بتائیں کیا بنے گا انابیہ کا مجھے انابیہ کے لیے سارے رشتے چاہئیں وہ محبت چاہیے جس کی وہ حق دار ہے وہ مقام چاہیے جو اس کا ہے عزت چاہیے جس کے انتظار میں اس نے اتنا کچھ سہا ہے۔"

اب کے ان کا لہجہ مضبوطی لیے ہوئے تھا۔

"ٹھیک ہے لیکن اس آدمی کو انابیہ سے دور رکھیں میں کوئی گندی نظر اس پر برداشت نہیں کر سکتا۔ اب انابیہ آپ کے پاس میری امانت ہے۔ میں جلد آؤں گا۔ سب کو لے کر ان شاء اللہ" وہ کہہ کر رکا نہیں۔

سعید صاحب جھکے کندھوں کے ساتھ واپس مڑے ابھی جا کر انہوں نے ایک اور محاذ سر کرنا تھا۔ تب ہی انہوں نے چونک کر سامنے دیکھا۔ غفران فون کان سے لگائے تیز تیز قدم اٹھاتا باہر آ رہا تھا۔

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

ان پر ایک تیز نظر ڈال کر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔

سعید صاحب نے گہرا سانس لیا کچھ دیر کے لیے خطرہ ٹل گیا تھا۔

انہیں اب حذیفہ کا انتظار تھا وہ ہی اب برسوں کے انتظار کو ختم کر سکتا تھا غفران کے بارے میں انہیں جو غلط فہمی تھی کہ وہ انابیہ کو پسند کرتا ہے اسے خوش رکھے گا وہ غلط فہمی بھی ختم ہو گئی تھی اس کے دل میں کتنا شک تھا انابیہ کو لے کر اس سے شادی کی صورت میں تو انابیہ ہر پل اس گناہ کا بھگتان بھگتے گی۔ جو اس نے کیا بھی نہیں تھا۔

☆☆☆

یہ شاید دسویں کال تھی پہلی تین کا لز تک بیل جا رہی تھی۔ اس کے بعد اس نے جتنی دفعہ کال ملائی فون آف ملا تھا۔ پہلے اسے غصہ تھا لیکن اب اسے پریشانی ہو رہی تھی۔ وہ ہونٹ چباتے کھڑکی سے باہر لان میں لگے درختوں کو دیکھنے لگی۔ جبکہ آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھیں۔

اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ محسوس کر کے اس کے پیچھے دیکھا جہاں طالب کھڑا تھا۔ اس نے جلدی سے آنکھیں صاف کیں۔

"بھائی! آپ سوئے نہیں؟"

"اگر یہی سوال میں تم سے کروں تو؟" وہ اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"نیند نہیں آ رہی تھی۔" آنکھوں کی نمی چھپانے کے لیے وہ سر جھکا کر موبائل کو دیکھنے لگی۔

"نیند کیوں نہیں آ رہی۔"

"پتا نہیں۔" چاہتے ہوئے بھی اس کی آواز بھرا گئی تھی۔

"نگین" وہ جھٹکے سے اٹھا اور جھک کر اس کا چہرہ اونچا کیا۔ وہ روتے ہوئے اس کے ساتھ لگ گئی تھی۔

"بھائی میرا دل بہت گھبرا رہا ہے کب سے حذیفہ کو فون کر رہی ہوں پہلے وہ فون اٹینڈ نہیں کر رہے تھے۔ اب فون آف جا رہا ہے۔"

"بیٹا! اس میں رونے والی کیا بات ہے ہو سکتا ہے کسی میٹنگ میں ہو اس لیے فون آف کیا ہو۔"

"پہلے تو ایسا کبھی نہیں کیا۔ ہر ویک اینڈ پر گھر ضرور آتے ہیں یہ پہلی بار ہے۔ دو ہفتوں سے وہ گھر نہیں آئے اور میں جانتی ہوں جب سے منگنی کی بات ہوئی ہے تب سے ایسا ہے۔ خود ہی انکار کر کے خود ہی ناراض ہو گئے ہیں۔"

"مما اور چھوٹی مما بھی ناراض تھیں میں تو نہیں تھی مجھ سے تو بات کرتے مجھ سے بھی بات نہیں کر رہے ہیں۔"

طالب اس سے الگ ہو کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"وہ ناراض نہیں نگین بزی ہے۔ تمہیں پتا ہے نا کہ وہ ہر بات کو کتنا سیریس لیتا ہے چاہے کام ہو رشتے۔"

"اگر رشتے اہم ہیں تو ناراض کیوں ہیں۔ منگنی سے منع کیوں کیا۔"

"کیا وہ کسی اور میں انٹرسٹڈ ہیں۔" وہ اس کی طرف دیکھ کر سوالیہ انداز میں بولی۔ طالب نے بولنے کے بجائے نفی میں سر ہلایا۔

"اگر ایسا ہوا بھائی تو میں برداشت نہیں کر سکوں گی۔"

"حذیفہ ایسا نہیں کر سکتا اور اگر اس نے ایسا کچھ سوچا تو میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا۔"

وہ اب ہلکے ہلکے اس کا سر تھپک رہا تھا۔

ابھی ان کے موبائل پر میسج آیا تھا۔ "نوید" کا نام دیکھ کر اس نے میسج کھولا۔

"سر گھر پر ہیں۔ موڈ نہیں اس لیے کسی سے بات نہیں کر رہے ہیں۔"

"اکیلا تھا؟" طالب نے میسج ٹائپ کیا۔

"جی سر۔"

"اوکے۔" طالب نے گہرا سانس لیا۔ "نوید کا میسج تھا کہ حذیفہ کی میٹنگ تھی اس لیے فون بند تھا۔

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com
UrduNovels.com

وہ ٹھیک ہے فکر مت کرو۔ میں کل جا کر خود اسے لے آؤں گا۔" "تم بھی جا کر آرام کرو اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر دل برا نہیں کرتے۔" اس نے مسکرا کر اس کا سر زور سے ہلایا تو وہ بھی مسکرا دی۔

☆☆☆

وہ ساری رات بے چین رہا تھا ایک پل کے لیے بھی اس کی آنکھ نہیں لگی تھی۔ اس آدمی کی غلیظ نظریں اور گھٹیا باتیں اسے طیش میں مبتلا کر رہی تھیں وہ کرنے کو بہت کچھ کر سکتا تھا لیکن وہ وقتی حل تھا۔

اسے مستقل حل چاہیے تھا اور وہ تھا انابیہ کا اپنا گھر، اپنوں کا ساتھ اور اس کے لیے گھر والوں کو انابیہ کے متعلق بتانا ضروری تھی اور اس لیے اسے گھر جانا تھا۔

اس فیصلے پر پہنچ کر وہ تھوڑا پرسکون ہوا تھا۔ ایک گھنٹہ پہلے اس کی آنکھ لگی تھی جب موبائل کی آواز پر اس نے غیر دماغی سے بمشکل دکھتی آنکھوں کو کھولا سمجھ آنے پر اس نے موبائل اٹھایا۔ نوید کی کال تھی۔ اس نے آج کی اور اگلے دن کی میٹنگ کینسل کرنے کو کہا اور فون بند کر کے کتنی دیر کسل مندی سے ہی بیٹھا رہا۔

اسے آج لاہور کے لیے نکلنا تھا۔ لیکن وہ جانے سے پہلے سعید صاحب اور انابیہ کی خیریت بھی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اس کا ارادہ گھر جانے کا تھا لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے فون نکالا۔

جتنی بیلز جا رہی تھیں، اتنی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی حتیٰ کہ فون بج بج کر بند ہو گیا۔ اس نے پریشانی سے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبایا اور دوبارہ ری ڈائل کیا دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی جو یقیناً انابیہ کی تھی۔

"کیسی ہو انابیہ۔ حذیفہ بات کر رہا ہوں۔"

"میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟"

"انکل کہاں ہیں؟"

"بابا ابھی نماز پڑھ کر کچھ دیر لیٹے ہیں۔"

"ہنہ" وہ ہنکارا بھر کر چپ کر گیا۔

"میں لاہور جا رہا تھا۔ ایک دو دن لگ جائیں گے تو جانے سے پہلے ملنا چاہ رہا تھا۔" دوسری طرف خاموشی تھی۔

"انابیہ۔" طویل خاموشی پر اسے پکارنا پڑا تھا۔

"میں آپ کو آنے سے منع نہیں کرنا چاہتی لیکن آپ آئیں گے تو فوزیہ آنٹی بدتمیزی کریں گی۔ اور پھر بابا کو اور مجھے تنگ کریں گی۔" حذیفہ نے گہرا سانس لیا۔

"انابیہ، ایک بات پوچھوں سچ بتاؤ گی؟" اس کے انداز پر وہ حیران ہوئی تھی۔

"جی۔"

"کیا یہ منگنی تمہاری پسند سے ہوئی ہے۔"

"بابا نے کہا یہ رشتہ مجھے عزت دے گا اور بابا میرے لیے غلط نہیں کر سکتے۔"

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔ انابیہ کیا تمہاری خوشی اس میں ہے۔"

"میری خوشی" وہ خود کلامی کے انداز میں بولی۔ "بابا نے کہا میرا انتظار لاحاصل ہے۔"

اس کی آواز میں درد محسوس کر کے، حذیفہ کو بہت تکلیف ہوئی تھی۔

"اگر رشتہ محرم ہو تو انتظار لاحاصل نہیں ہوتا۔" اس کے کہنے پر وہ کچھ نہیں بولی تھی۔

"انکل بے شک تمہارا برا نہیں کر سکتے لیکن انہوں نے جو کیا وہ غلط کیا۔ انابیہ! تم جانتی ہو تم کسی کے نکاح میں ہو تم نکاح پر نکاح کیسے کر سکتی ہو۔"

اب کی بار وہ قدرے غصے سے بولا دوسری طرف انابیہ کو لگا زمین اس کے قدموں تلے سے سرک گئی ہو۔

"آپ جانتے ہیں؟" کافی دیر بعد وہ بولنے کے قابل ہوئی تو اس کی آواز میں حیرت تھی۔

"میں سب جانتا ہوں، تمہارے پیرنٹس تمہاری فیملی حتیٰ کہ تمہارے ہسبینڈ کے بارے میں

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com

بھی۔" انابیہ نے بے ساختہ دیوار کا سہارا لیا تھا۔
"بابا جانتے ہیں آپ انہیں جانتے ہیں۔"
"ہاں، میں انہیں بتا چکا ہوں۔"
"پھر انہوں نے کیوں کہا کہ....." وہ آدھی بات کہہ کر رکی تھی۔
"کیا انہوں نے مجھے ڈرائیورس دے دی ہے۔"
"کس نے کہا تمہیں؟" وہ تڑپ کر بولا۔
"بابا نے کہا انہوں نے مجھے آزاد کر دیا بابا مجھ سے جھوٹ کیوں بولیں گے۔"
"وہ جھوٹ نہیں بول رہے لیکن انہیں بات سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ میری بات سنو انابیہ! تم کسی صورت یہ شادی نہیں کرو گی کیونکہ تم پہلے ہی کسی کے نکاح میں ہو اور تم جانتی ہو ایسا کر کے تم گناہ کرو گی۔ تمہاری فیملی کو تمہاری مدد اور تمہیں لے کر کچھ غلط فہمیاں ہیں جو دور ہوتے ہی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور میں کوشش کروں گا سب صحیح کرنے کی لیکن تب تک تمہیں مضبوط رہنا ہوگا۔ کسی صورت یہ شادی نہیں کرنی۔"
"میں بھی یہ نکاح نہیں کرنا چاہتی لیکن مجھے ڈر لگتا ہے۔ وہ مجھے اور بابا کو بھی دھمکی دے کر گئے ہیں کہ اگر ان کی بات نہ مانی تو وہ میرے ساتھ۔" وہ بات ادھوری چھوڑ کر رونے لگی تھی۔
حذیفہ نے مٹھی بھینچ کر غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کی تھی۔
"انابیہ! میری بات سنو، تمہیں ڈرنے کی بالکل ضرورت نہیں تمہاری پوری فیملی تمہارے لیے موجود ہے۔ ان کے ہوتے کوئی تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔ مجھے دو تین دن کا ٹائم دو، میں تمہاری فیملی کو لے آؤں گا۔"
"آپ "ان" کو لے کر آئیں گے۔" وہ بھیگی آواز میں بولی تو غصے کے باوجود اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔
"ہاں ان کے بغیر تو سب ادھورا ہے نا۔" وہ تھوڑا شرارت سے بولا۔
"میں بابا کو بتا دوں۔" وہ معصومیت سے بولی تو حذیفہ نے زیر لب مسکراتے سر ہلایا۔
"نہیں، ان کو کچھ نہیں بتانا بس اپنا خیال رکھنا اور میرا انتظار کرنا اور کوئی بھی بات ہو تو مجھے فون کر دینا۔" "ٹھیک ہے۔"
"جی۔"
"ایک منٹ!" انابیہ کے بولنے پر وہ رکا۔
"کیا وہ آپ کے فرینڈ ہیں؟" اس کے لہجے میں اشتیاق تھا حذیفہ کو اب اندازہ ہوا کہ وہ اپنے شوہر کے لیے خاص فیلنگ رکھتی ہے۔
"فیملی فرینڈ۔"
"ٹھیک ہے ابھی مجھے نکلنا ہے میں آ کر تم سے تفصیل سے بات کروں گا۔" فون رکھ کر اس نے نوید کو کال کی۔
"نوید! دو تین سکیورٹی گارڈ سول ڈریس میں سعید صاحب کے گھر بھیج دو اور دھیان رہے کہ وہ سعید صاحب اور ان کی بیٹی کی سکیورٹی کے لیے جا رہے ہیں ان کی پل پل کی خبر مجھے ملتی رہنی چاہیے۔" کہہ کر اس نے فون بند کیا۔ اور اپنا بیگ اٹھا کر فلیٹ سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆

جونہی اس کی کار گیٹ کے اندر داخل ہوئی تھی تب ہی داخلی دروازہ کھول کر طالب باہر آیا تھا اس کو گاڑی سے نکلتا دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا۔ وہ ساتھ والی سیٹ سے اپنا بیگ نکال کر طالب کی طرف بڑھا۔
"پلیزنٹ سرپرائز میں تمہارے پاس ہی آ رہا تھا۔" طالب اس کے گلے لگتے ہوئے بولا۔
"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔" طالب نے بغور اس کی سرخ آنکھیں اور اترا ہوا چہرہ دیکھا۔
"جی بالکل ٹھیک ہوں۔" اس نے زبردستی مسکرا کر اسے مطمئن کرنا چاہا۔ "چلو سب تمہیں دیکھ کر خوش ہو جائیں گے۔" وہ طالب کے ساتھ اندر

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com
UrduNovels.Com

داخل ہوا تو گھر والوں کے ساتھ وہاں طالب کے ماموں ممانی اور انعم موجود تھے۔ وہ سلام کر کے سیدھا ماں کے گلے لگا تھا۔

"آ گئی ماں کی یاد اتنے دن بعد" وہ اسے خود میں بھینچتے ہوئے ناراضی سے بولیں۔

"یاد ان کو کیا جاتا ہے جو بھول جاتے ہیں۔ آپ تو ہر وقت میرے دھیان میں رہتی ہیں۔"

"اچھا مجھے تو لگا آج کل تمہارا دھیان کہیں اور لگا ہے۔"

طالب کے بولنے پر اس نے چونک کر اسے دیکھا جواباً وہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا۔ حذیفہ نے سر جھٹک کر خود کو کچھ بھی کہنے سے روکا۔ اس وقت وہ کسی قسم کی تلخی نہیں چاہتا تھا۔

"اچھا ہو گیا تم آ گئے ورنہ ہم خود تمہیں لینے آ جاتے۔" رخسانہ کے کہنے پر وہ ہنس پڑا تھا۔

"مجھے پتا نہیں تھا میں اتنا لاڈلا ہوں۔"

"لاڈلے تو آپ ہیں لیکن اس بار بات کچھ اور تھی۔" قاسم نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"ایسی بھی کیا بات تھی؟" وہ اب بھی کھڑا تھا۔ جبکہ نظریں سب سے ہوتی انعم کے ساتھ بیٹھی نگین پر رک گئیں اس کے دیکھنے پر نگین نے نظریں پھیر لی تھیں۔

"کل انعم اور طالب کی منگنی ہے۔" رخسانہ نے خوشی سے بتایا تو اس کی نظریں بے ساختہ طالب کی طرف گئی تھیں وہ کتنی دیر کھوجتی نظروں سے اسے دیکھتا رہا لیکن ڈھونڈنے سے کوئی تاثر نہیں ملا سوائے مسکراہٹ کے اور مسکراہٹ کا مطلب خوشی ہے اس نے گہرا سانس لیا۔

"کیا ہوا مبارک باد نہیں دو گے۔" طالب نے ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے پوچھا۔

"مبارک ہو بھائی!" وہ بھی جواباً مسکرا کر بولا۔

"مجھے لگ رہا تھا آج تم آؤ گے اس لیے تمہاری پسند کا کھانا بنوایا ہے۔" کلثوم نے پیار سے اس کے گال کو چھوا تو ان کی محبت محسوس کر کے وہ مسکرا دیا۔

کھانا کھاتے ہوئے وہ غیر دماغی سے سب کو سن رہا تھا جبکہ دھیان بار بار موبائل کی طرف جا رہا تھا۔ اسے نوید کے میسج کا انتظار تھا طالب کا سارا دھیان اس کی طرف تھا اور وہ جانتا تھا وہ بار بار موبائل کی طرف کیوں دیکھ رہا تھا۔ نوید اسے سکیورٹی والی بات بتا دی تھی۔

ہم نے تو سوچا تھا گھر میں دو دو فنکشن ہوں گے لیکن حذیفہ کے انکار پر سب ادھورا رہ گیا یہ بات طالب کی ممانی آسیہ نے کی تو اس نے چونک کر نگین کو دیکھا۔ اس کا سر جھکا تھا لیکن وہ جانتا تھا وہ اس سے ناراض ہے۔

"آنٹی میں نے انکار تو بالکل نہیں کیا۔ میں نے صرف ڈیلے کیا تھا اور اس کے لیے میرے پاس وجہ ہے لیکن وہ میں یہاں ڈسکس نہیں کرنا چاہتا تھا۔" آخر میں اس کا لہجہ تھوڑا روکھا ہو گیا تھا۔

ماحول میں ایک دم خاموشی چھا گئی تھی۔ اس خاموشی میں طالب کی سنجیدہ آواز کافی نمایاں ہوئی تھی۔

"تم نے انکار نہیں کیا لیکن ڈیلے کیا۔ سوال یہ ہے ڈیلے کیوں کرنا چاہتے ہو۔ جبکہ تم جانتے ہو، دیر یا سویر تمہاری شادی نگین سے ہونی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں تھا جہاں تک مجھے یاد ہے تم نے کہا تھا میری وجہ سے تم ڈیلے کر رہے ہو اب تو میں بھی منگنی کر رہا ہوں۔ تو اب،" وہ سوالیہ انداز میں ابرو اچکا کر پوچھنے لگا۔ "کہیں تمہاری نیت تو نہیں بدل گئی۔" اس کے سوال پر اس نے ہونٹ بھینچ لیے کیونکہ سب کی شک بھری نظریں اس پر جم گئی تھیں۔

"آپ کو جو سمجھنا ہے سمجھ لیں۔" کلثوم نے حیرت سے اپنے تابعدار بیٹے کو دیکھا۔

"حذیفہ، تم ہوش میں تو ہو۔" رخسانہ نے

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com
UrduNovels.com

ناراضی سے اسے دیکھا۔

"بڑی مما اور کیا کہوں میں اب وہ ناراضی بولا۔" حذیفہ! تم اچھی طرح جانتے ہو ہمارے گھر کا اصول ہے جو بات بڑوں کے درمیان طے ہو جاتی ہے۔ وہ ہر حال میں نبھائی جاتی ہے یہ ہماری روایت ہے۔ اسی وجہ سے ہم میں اتفاق ہے ہمارے لیے ہم اسے جڑے رشتے کیا اہمیت رکھتے ہیں، تم جانتے ہو اور ہماری فیملی میں بیٹیوں کی کیا ویلیو ہے وہ بھی تم جانتے ہو۔ نگین میری بہن ہے اور میں اس کی آنکھ میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔"

"حذیفہ جو ضبط کیے سب سن رہا تھا ایک دم سر جھٹک کر مسکرا دیا۔

"ابھی ابھی جن روایات کا تذکرہ کیا آپ نے میں سب بچپن سے سن اور دیکھ رہا ہوں۔ مجھے پتا ہے بابا اور تایا ابو کے نزدیک پھوپھو کی کیا ویلیو تھی۔ نگین کی کیا ویلیو ہے۔ صرف ایک سوال ہے میرا۔ اس گھر کی ایک اور بیٹی بھی ہے وہ کہاں ہے کس حال میں ہے۔ کیا اتنے سالوں سے کسی نے یہ پتا کرنے کی کوشش کی ہے۔"

اس نے سوال کرنے کے بعد باری باری سب کی شکل دیکھی۔ سب اس کا سوال سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جبکہ شمسہ نے بے ساختہ اپنا ہاتھ ماتھے پر مارا۔ انہیں اندازہ ہونا چاہیے تھا وہ کیسا ڈھیٹ لڑکا تھا جب کوئی بات اس کے دماغ میں گھس جاتی تھی وہ کر کے رہتا تھا۔ کتنا سمجھایا تھا انہوں نے۔ لیکن پھر بھی وہ اس کا ذکر کرنے سے باز نہیں آیا جس کا نام لینا بھی یہاں پسند نہیں کیا جاتا تھا۔ وہ تیز دھڑکتے دل کے ساتھ آنے والے حالات کے لیے خود کو تیار کرنے لگیں۔

"کس کی بات کر رہے ہو؟" طالب کا غصے سے کھڑا ہونا اس بات کا پتا دے رہا تھا کہ وہ سمجھ چکا ہے کس کی بات ہو رہی ہے۔

"آپ بہتر جانتے ہیں۔" وہ بھی اسی انداز میں بولا۔

"میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔"

"ایک منٹ طالب" کلثوم نے انگلی سے طالب کو خاموش ہونے کا اشارہ کیا تھا اور چلتے ہوئے اس کے سامنے آ کر کھڑی ہوئیں۔

"کس کی بات کر رہے ہو اس عورت کی جو تمہارے باپ اور تایا کی قاتل ہے یا اس کی بیٹی کی جو پتا نہیں کس کی ناجائز اولاد ہے۔"

"ممی!" وہ چیخ اٹھا تھا اور یہ پہلی بار تھا کہ وہ ماں کے آگے یوں بولا تھا۔ کلثوم کے ساتھ باقی سب بھی حیرت زدہ رہ گئے تھے۔ کلثوم کتنی دیر بے یقینی سے اس کا ضبط سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھتی رہیں اور پھر اگلے ہی پل پوری قوت سے تھپڑ اس کے گال پر پڑا تھا۔ شمسہ کے ساتھ رخسانہ بے اختیار کھڑی ہوئی تھیں۔

"اس عورت کی وجہ سے پہلے بھی میرا گھر برباد ہوا تم طالب، قاسم، نگین سب یتیم ہوئے۔ اس عورت کی وجہ سے اس گھر کا ماحول جہنم بن گیا تھا اور اب ایک بار پھر تم اس کی بیٹی کی بات کر رہے ہو تم اسے نگین سے ملا رہے ہو وہ نگین کی جوتی کے برابر بھی نہیں تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے نگین سے ملانے کی۔"

اب کے انہوں نے طیش کے عالم میں اس کا گریبان تھام لیا تھا۔ "کلثوم ہوش میں آؤ۔" شمسہ نے انہیں کندھے سے تھام کر پیچھے کرنے کی کوشش کی۔

"میں اسے نگین سے نہیں ملا رہا۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں وہ اس گھر کی بیٹی ہے۔"

"ہم نہیں مانتے۔" اب کے طالب بولا۔

"آپ کے نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے جس کی بیٹی تھی وہ خود کہہ کر گئے تھے پھر بھی آپ لوگ اپنے خون کو ناجائز کہہ کر گالی دے رہے ہیں اور دوسرا پاپا اور تایا ابا کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا جسے آپ لوگوں نے اس عورت پر ڈال دیا۔"

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

TheUrduBooks.Com
TheUrduBooks.Com